داڑھی اور امامت

داڑھی کی شرعی حیثیت:

سوال (۱) داڑھی رکھنا واجب ہے، یا مستحب ہے؟ داڑھی منڈوانے والا اور کترنے والا اور اس پر اصرار کرنے والا، شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ داڑھی کتروانے والے کی شہادت شرعاً جائز ہے، یا کہ نہیں؟

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین کا کیا عمل رہا ہے، کیا ان کا عمل ہمارے واسطے موجب عمل ہے، یا کیا ہے؟

(۳) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا عمل ہمارے واسطے موجب اتباع ہے، جب کہ داڑھی رکھنے کے متعلق آپ نے فرمایا ہے، ایک مٹھی کی مقدار پر داڑھی رکھنا واجب ہے، یا کہ نہیں؟ اس سے کم داڑھی رکھنے والے کی شہادت مقبول ہے، یا کہ نہیں؟ فقہا کا مقدار قبضہ کو متعین کرنا اور اس سے کم داڑھی والے کو مردود الشہادت کہنا، یہ فقہا کا قول امر منکر نا قابل ہے، یا کیا؟ اور داڑھی والے کے متعلق یہ کہنا کہ یہ بے ایمان ہیں جائز ہے، یا کہ نہیں؟ یا کہنا حرام ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

داڑھی اسلامی شعار میں سے ایک شعار ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعینؒ اور تمام اصحاب خیر القرون میں سے کسی کا بھی داڑھی رکھنا محض عادت کے طور پر، یا محض طبعی نہیں تھا؛ بلکہ شرعی حکم ہونے کی حیثیت سے تھا، اس پر ہنسنا، یا اس کا مذاق اڑانا بڑی ہی خطرناک بات ہے، یہ سب یورپ کی پیداوار ہے، احادیث صحیحہ کثیرہ سے اس کا وجوب ثابت ہے اور محض امت مسلمہ ہی کا شعار نہیں ہے؛ بلکہ تمام انبیاء سابقین علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کا شعار اور ان سب کی سنت ہے، یہ علما کی من گڑھت بات، یا اختراع نہیں ہے۔(۱)

(۱) عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: خالفوا المشرکین، وفّروا اللِّحیٰ وأحفوا الشوارب. (الصحیح للبخاری، باب تقلیم الأظفار (ح: ۵۷۹۲)/ الصحیح لمسلم، باب خصال الفطرة (ح: ۲۵۹)/ السنن الکبریٰ للبیهقی، باب السنة فی الأخذ من الاظفار والشوارب (ح: ۶۸۹) انیس)

عن عائشة رضی اللّٰـه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: عشر من الفطرة: قص الشارب وإعفاء اللحیة والسواک واستنشاق الماء وقص الأظفار وغسل البراجم ونتف الإبط ==

داڑھی منڈانا یا چار انگلی کی مقدار سے کم رکھنا اور اس پر اصرار کرنا فسق ہے،(۱) اس سے آدمی اللہ اور رسول کے نزدیک فاسق مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ داڑھی ایک قبضہ سے کم نہ رکھنا چاہیے، تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس مقدار کی سنت پر اجماع ہے اور اجماع صحابہ خود بھی ایک حجت شرعی ہے، داڑھی مذہبی شعار کے ساتھ ساتھ ایک صحیح فطرت انسانی بھی ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیو بند سہارنپور۔(منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/۳۰۴-۳۰۵)

== وحلق العانة وانتقاص الماء. قال زكريا: قال مصعب: ونسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة زاد قتيبة،الخ. (الصحيح لمسلم،باب خصال الفطرة (ح: ٢٦١)انيس)

(عشر من الفطرة) أى من الدين الذى فطر الله خلقه عليه واختاره لهم.(تفسير غريب ما فى الصحيحين: ١/٥٥٥، مكتبة السنة القاهرة.انيس)

من أهان الشريعة أو المسائل التى لابد منها،كفر.(شرح الفقه الأكبر: ٥١٣ ،فصل فى العلم والعلماء،انيس)

(١) ويحرم على الرجل قطع لحيته،الخ.(الدر المختار،كتاب الحظر والإباحة،فصل فى البيع: ٦/٤٠٧،انيس)

وأما الأخذ منها - وهى دون ذلك (أى دون القبضة) كما يفعل بعض المغاربة ومخنثة الرجال - فلم يبحه أحد،الخ، وأخذ كلها كما يفعل يهود الهند ومجوس الأعاجم قبيح.(الدر المختار،كتاب الصوم ،باب ما يفسد وما لايفسده: ٢/٤١٨،انيس)

وقال العلائى فى كتاب الصوم قبيل فصل العوارض: إن الأخذ من اللحية وهى دون القبضة ،كما يفعل بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود والهنود ومجوس الأعاجم ،اه،فحيث أدمن علىٰ فعل هذا المحرم يفسق،وإن لم يكن ممن يستخفونه،الخ.(العقود الدرية فى تنقيح الفتاوىٰ الحامدية،كتاب الشهادة، لايباح الأخذ من اللحية و هى دون القبضة: ١/٣٢٩-دار المعرفة بيروت.انيس)

... فأقل مافى الباب إن لم يحمل على النسخ كماهو أصلنا فى عمل الراوى على خلاف مرويه مع أنه روى عن غير الراوى وعن النبى صلى الله عليه وسلم،يحمل الاعفاء على اعفائها من أن يأخذ غالبها أو كلها كماهو فعل المجوس من حلق لحاهم كمايشاهد فى الهنود وبعض أجناس الفرنج فيقع بذلك الجمع بين الروايات،يؤيد إرادة هذا مافى مسلم عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم "جزوا الشوارب واعفوا اللِّحىٰ خالفوا المشركين"فهذه الجملة واقعة موقع التعليل وأما الأخذ منها وهى مادون ذلك كمايفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد.(فتح القدير،باب مايوجب القضاء والكفارة: ٢/٣٤٨.انيس)

أن العلماء رحمهم الله اتفقوا على تحريم حلق اللحية وهى الشعر النابت على الخدين والذقن فيشمل عظم اللحى إلى ملتقى العظمين فى الذقن ويشمل ما على الخدين وخرج بهذا الشعر الذى على الحلق أما الشعر الذى على الفك السفلى فهو من اللحية فالشعر على الخدين والفكين فهو من اللحية،الخ.(مختصر شرح فصول الآداب،قوله وإعفاء اللحية: ١/٢٢،جامع ابن القيم الرياض.انيس)

(٢) وأما إعفاء اللحية فهو توفيرها وتكثيرها ومنه قوله تعالىٰ:﴿حتى عفوا﴾أى كثروا، ==

داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس سے متعلق چند مسائل:

سوال (۱) غیر شرعی داڑھی والے حافظ قرآن جو نماز کے باہر ٹخنہ سے نیچے پتلوں بھی اکثر لٹکائے رہتا ہے، سینما بھی دیکھتا ہے، فوٹو بھی مستورات کی مجلسوں تک میں جا کر اتارتا ہو، نماز جماعت بھی اکثر چھوڑ تا رہتا ہو، کا امام بن کر نماز فرض اور نماز سنت تراویح پڑھانا کیسا ہے؟ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مع حوالہ جات کے تفصیلی جواب تحریر فرمادیں، جو اشاعت بھی کیا جانے والا ہو۔

(۲) داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۳) داڑھی کی شرعی مقدار کیا ہے؟

(۴) داڑھی کی شرعی مقدار سے کم وبیس رکھنا کیسا ہے؟

(۵) اور ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۶) غیر شرعی داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز فرض، نماز سنت تراویح ادا کرنا کیسا ہے، جب کہ شرعی داڑھی والا شخص موجود ہو؟

(۷) غیر شرعی داڑھی رکھنے والے کی اذان وتکبیر کہنا، نکاح پڑھوانا گواہی دینا کیسا ہے، جب کہ شرعی داڑھی والے (خصوصا اذان وتکبیر کہنے والے) موجود ہوں؟ (ابراھیم یوسف باوارنگون)

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نوٹ: ہر نمبر کا جواب دینے سے پہلے بطور تمہید کے چند باتیں معروض ہیں، اس سے مذکورہ نمبروں کا جواب آسانی سے ذہن میں آسکے گا۔

تمہید: بے شمار احادیث صحیحہ میں داڑھی رکھنے کی اور مونچھ کٹانے کی؛ بلکہ چھوٹی سے چھوٹی کر لینے کی بہت زیادہ تاکیدیں وارد ہیں اور اس کے خلاف کرنے پر سخت سخت مذمتیں وارد ہیں، یہاں بطور نمونہ محض چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں، مثلا: بعض روایات صحاح میں ہیں:

== وقد روى أن أبا هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه كان يقبض على لحيته فما فضل من قبضته جزه ، وكان عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنه يقول: خذ ما تحت القبضة. (الغنية لطالبي طريق الحق: ٤٢/١ ،فصل في العشر الخصال التي في الفطرة، دار الكتب العلمية. انيس)

عن مروان بن سالم المقفع قال: رأيت ابن عمر يقبض على لحيته فيقطع ما زاد على الكف. (سنن أبي داؤد، باب القول عند الإفطار (ح:٢٣٥٧) انيس)

"أوفروا اللحى واحفوا الشوارب". (۱)

بعض میں ہے:

"أنهكوا الشوارب واعفوا اللحى". (۲)

ان دونوں حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو اس طرح چھوٹی کراؤ کہ کھل کر صاف ہو جائے۔

بعض روایات میں " قصوا الشوارب واعفوا اللحى" (۳) اور بعض روایات میں ان کلمات کے ساتھ: "وخالفوا المشركين" (۴) اور بعض میں "خالفوا زى الأعاجم" (۵) اور بعض میں "خالفوا زى المجوس" ہے۔ (۶)

ان روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکوں میں اور غیر مسلم عجمیوں کی مشابہت نہ اختیار کرو؛ بلکہ اس کی مخالفت کرو۔

چناں چہ عجمیوں اور مشرکوں میں عموما ان کا مذہبی شعار دیکھا جاتا ہے، داڑھی مونڈانے اور مونچھ بڑھانے کا اور اسی اعتبار سے مونچھ کٹانے اور مٹانے کو اور داڑھی بڑھانے کو اسلامی شعار قرار دیا گیا ہے۔ (۷)

(۱-۲-۳) عن ابن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خالفوا المشركين، وفروا اللحى، واحفوا الشوارب، وفى رواية: انهكوا الشوارب، واعفوا اللحى". (مشكوة مع شرح الطيبى: ۲۴۷/۸، باب الترجل، كتاب اللباس (ح: ۴۴۲۱) / والنسائى كتاب الطهارة: ۱۳/۱-۱۵)

رواية ابن عمر رضى الله عنهما رواه البخارى، باب تقليم الأظفار (ح: ۵۸۹۲) / شعب الإيمان للبيهقى، فصل فى الكحل (ح: ۶۰۱۵) انيس)

رواية: "أنهكوا الشوارب واعفوا اللحى" رواه ابن أبى شيبة، ما يؤمر به الرجل من إعفاء اللحية (ح: ۲۵۹۲) / والبخارى، باب إعفاء اللحى (ح: ۵۸۹۳) انيس)

رواية: "قصوا الشوارب واعفوا اللحى" رواه أحمد فى مسنده، إبتداء مسند أبى هريرة (ح: ۷۱۳۲) انيس)

(۴) مشكوة، كتاب اللباس، باب الترجل: ۲۴۷/۸ (صحيح البخارى، باب تقليم الأظفار (ح: ۵۸۹۲) انيس)

(۵) داڑھی اور موچھ سے متعلق احادیث صحاح ستہ میں ان الفاظ میں وارد ہیں: " خالفوا المشركين ووفروا اللحى واحفوا الشوارب". (مشکوۃ حوالہ مذکورہ)

عن عمر رضى الله عنه أنه قال: إياكم وزى الأعاجم. (نصب الراية، فصل فى اللبس: ۲۲۶/۴، مؤسسة الريان بيروت. انيس)

(۶) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المجوس أحفوا الشوارب واعفوا اللحى. (مستخرج أبى عوانة، بيان الطهارات (ح: ۴۶۸) انيس)

(۷) وقص اللحية من صنع الأعاجم وهو اليوم شعار كثير من المشركين كالأفرنج والهنود ومن لاخلاق له فى الدين من الطائفة القلندرية". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ۴/۲) (كتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، رقم الحديث: ۳۷۹، انيس)

بعض روایات میں "**عشرة من الفطرة**"(۱) اور بعض میں "**خمس من الفطر**" (۲) اور بعض میں "**من خصال الأنبياء**" (۳) اور تقریبا سب میں داڑھی بڑھانے کو ضرور شمار کیا ہے اور "فطرہ کے معنی جبلہ سلیمہ (۴) کے ہیں؛ یعنی صحیح فطرت انسانی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مونچھیں ختم کی جائیں، یا کٹائی جائیں اور داڑھی بڑھائی جائے۔ نیز بعض روایات صحاح میں اسی خصلت (مونچھ چھوٹی سے چھوٹی رکھنا، یا بالکل کٹا دینا اور داڑھی بڑھانا) کو فطرت انبیاء بتایا گیا ہے، جس کے معنی یہ خصلت تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت اور طریقہ مسلوکہ ہے، جو یقیناً محبوب عند رب العالمین شکل بھی ہے۔

انہی روایات کی بنا پر تمام فرق اسلامیہ کا سوائے بعض روافض و بعض خوارج کے، سب کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ یہ صورت (مونچھ) کٹی، یا اس طرح صاف ہو کہ جلد (چمڑا) نمایاں ہو اور داڑھی بڑھی ہوئی ہو اور یہ صورت اسلامی اور مذہبی شعار میں شمار ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ داڑھی کم سے کم کتنی لمبی اور بڑی ہو اور اس میں آپس میں کچھ ضمنی اختلاف ہے؛ مگر داڑھی رکھنا واجب سب کے نزدیک بالا جماع ہے، (۵) بعض اصحاب ظواہر ظاہر نص کے اعتبار سے کٹوانے کی قطعا اجازت نہیں

---

(۱) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "عشرة من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، والاستنشاق بالماء، وقص الأظفار وغسل البراجم، ونتف الإبط وخلق العانة، و انتقاص الماء". (دیکھئے: سنن الدارقطنی، کتاب الطهارة: ۹۵/۱)(رقم الحديث: ۳۱۵/۰ و الصحيح لمسلم، باب خصال الفطرة (رقم الحديث: ۲۶۱) انیس)موسوعة أطراف الحديث: ۴۴۹/۵)

(۲) عن أبي هريرة قال: خمس من الفطرة، إلخ. (دیکھئے: أوجز المسالک باب ماجاء في السنه في الفطرة: ۲۲۳/۱۴، مشكوة المصابيح مع شرح الطيبي، كتاب اللباس: ۲۴۶/۸، أبو داؤد، رقم الحديث: ۴۱۹۸، كتاب الترجل: ۸۴/۴)

(۳) عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: عشر من الفطرة ... الخ. (الحديث) قال الخطابي: فسر أكثر أهل العلماء الفطرة في هذا الحديث بالسنة تأويله أن هذه الخصال من سنن الأنبياء الذي أمرنا أن نقتدى بها، الخ. (الرد على من أجاز تهذيب اللحية: ۵/۱، مكتبة المعارف. انیس)

(۴) "كل مولود يولد على الفطرة ... والمعنى أنه يولد على نوع من الجملة والطبع المنتهئ بقبول الدين، عشر من الفطرة أي من السنة؛ يعنى سنن الأنبياء عليهم السلام التنى أمرنا أن نقتدى بهم". (النهاية في غريب الحديث والأثر: ۴۵۷/۳، باب الفاء مع الطاء، نیز دیکھئے: مرقات المصابیح: ۴/۲)

(۵) ...لا نعلم وجود دليل صارف عن وجوب إعفاء اللحية فيبقى الإعفاء واجبا وحلقها محرم لأن فيها تشبها بالمشركين. (توضيح الأحكام من بلوغ المرام، باب الآنية: ۱۵۴/۱، مكتبة الأسدى مكة، انیس)

أن العلماء رحمهم الله اتفقوا على تحريم حلق اللحية، الخ. (مختصر شرح فصول الآداب، قوله وإعفاء اللحية: ۲۲/۱، جامع ابن القيم الرياض. انیس)

دیتے، بالکل چھوڑے رکھنے کو ضروری قرار دیتے ہیں، ایک قول حضرت امام احمد بن حنبل کا بھی یہی ہے، (۱) دوسرا قول دوسرے ائمہ کی طرح کچھ توسع کا ہے اور اس توسع کی بنا ان روایات پر ہے، جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ وہ اطراف لحیہ سے کچھ کٹوا کر مرصع اور جمیل بنا لیتے تھے، (۲) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لحیہ مبارکہ کے بارے میں صحاح میں حوالہ جات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کثہ (لٹکی ہوئی) اور مسترسلہ (لٹکی ہوئی) (۳) اس طرح پر تھی کہ وہ پیچھے سے بھی نظر آتی تھی اور اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال کٹ کر بالکل چھوٹے جلد سے لگے ہوئے، یا محض کھونٹی کی طرح ہوں، ایسے نہیں تھے؛ بلکہ مسترسل (لٹکے ہوئے) تھے؛ مگر ساتھ ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کٹا کر ایک قبضہ (چار انگل کی مقدار) سے کم کرا لینے کو کسی صحابی نے بھی جائز نہیں قرار دیا ہے۔ (كما في ردالمحتار: ۱۱۳/۲) (۴) یعنی ایک قبضہ (مشت) سے جو لوگ کم کرا لیتے ہیں، اس کو کسی نے بھی جائز نہیں کہا ہے۔

---

(۱) وقال الحنابلة: لا يكره أخذ ما زاد عن القبضة منها نص عليه أحمد ونقلوا عنه أنه أخذ من عارضه ، وذهب آخرون من الفقهاء إلى أنه لا يأخذ من اللحية شيئاً إلا إذا تشوهت بافراط طولها وعرضها نقله الطبرى عن الحسن وعطاء واختاره ابن حجر وحمل عليه فعل ابن عمر ،الخ .(الموسوعة الفقهية الكويتية،الأخذ من اللحية: ۲۲۵/۳۵، مطابع دار الصفوة مصر .انيس)

ويعفى لحيته وقال ابن الجوزى فى المذهب: مالم يستهجن طولها ويحرم حلقها،ذكره الشيخ تقى الدين ولا يكره ما زاد على القبضة ونصه:ولا بأس بأخذ ذلك وأخذ ما تحت حلقه وقال فى المستوعب:وتركه أولىٰ وقيل:يكره وأطلقهما ابن عيدان،الخ .(الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف عند الإمام أحمد،باب السواک وسنة الوضوء: ۲۵۰/۱،هجر القاهرة.انيس)

(۲) ... وقد روى أن أبا هريرة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه كان يقبض على لحيته فما فضل من قبضته جزه ، وكان عمر رضى اللّٰه تعالىٰ عنه يقول: خذ ما تحت القبضة .(الغنية لطالبى طريق الحق: ۴۲/۱،فصل فى العشر الخصال التى فى الفطرة،دار الكتب العلمية.انيس)

وعن مروان بن سالم المقفع قال: رأيت ابن عمر يقبض على لحيته فيقطع ما زاد على الكف .(سنن أبى داؤد،باب القول عند الإفطار (ح:۲۳۵۷)انيس)

سئل أحمد عن الأخذ من اللحية قال: كان ابن عمر يأخذ منها ما زاد على القبضة وكأنه قد ذهب إليه قيل له:فالإعفاء يروى عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قاک: كأن هذا عنده إعفاء.(مسائل حرب الكرمانى،باب إحفاء الشوارب وإعفاء اللحى: ۴۴۸/۱،الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة.انيس)

(۳) رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان كثيف اللحية عظيم الهامة.(مسند الإمام أحمد (ح:۱۱۲۲)

(۴) وأما الأخذ منها وهى دون ذلک (أى القبضة) كمايفعله المغاربة و مخنثة الرجال فلم يبحه أحد.(الدر المختار مع ردالمحتار: ۳۹۸/۳)(كتاب الصوم،باب ما يفسد الصوم و مالا يفسده،مطلب فى الأخذ من اللحية،انيس)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لحیہ مبارک کے بارے میں صحاح میں ہے کہ آپ کی لحیہ مبارکہ (داڑھی مبارک) کثہ (گھنی) اور مسترسلہ (دراز لٹکی ہوئی) (۱) اس طرح پر تھی کہ پیچھے سے بھی نظر آتی تھی اور اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال کٹ کر بالکل چھوٹے جلد سے لگے ہوئے، یا محض کھونٹی کی طرح ہوں، ایسے نہیں تھے؛ بلکہ مسترسل (لٹکے ہوئے) تھے اور پیچھے سے بھی نظر آتے تھے اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ کان کے نیچے بھی داڑھی کے بال اتنے بڑے اور لمبے ہوتے تھے کہ شانہ مبارک کے اوپر سے بھی لٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے، چاہے دو انگل ہو یا تین انگل ہو؛ مگر لٹکے ہوئے اور دراز ضرور ہوتے تھے اور اسی کے اندر تمام ائمہ کا قول دائر ہے، جڑ سے داڑھی کٹا دینے کا، یا مونڈا دینے کا کسی کا مذہب نہیں ہے اور پورے ڈاڑھ پر (یعنی نیچے کا جبڑا جس کی ہڈی پر نچلے دانت لگے ہوتے ہیں) اس پر جو بال ہوں، وہ سب داڑھی میں شمار ہیں اور اس پورے بالوں کا یہی حکم ہے، جو ابھی مذکورہ ہوا؛ کیوں کہ حدیث پاک میں صیغہ امر کے ساتھ: ”**واعفوا اللحی، ارخوا اللحی**“ وغیرہ حدیثیں وارد ہیں اور صیغہ امر وجوب کے لیے ہونا مسلم ہے اور اس سے مراد وہی بال ہیں، جو لحیتیں پر اُگے ہوتے ہیں۔ (۲)

انہی روایات کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ پورے لحیتیں میں کہیں چار انگل سے کم مقدار بالوں کی کٹا کرنہ ہو اور اس کی تائید مزید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے بھی ہوتی ہے، جس کو فقہاء کرام ان لفظوں میں نقل کرتے ہیں:

”**وصح عن ابن عمر روی هذا الحديث أنه كان يأخذ الفاضل عن القبضة** (إلىٰ قوله) **وأما الأخذ منها وهي دون ذلك** (أي القبضة) **كما يفعله المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد**“. (۳)

غرض داڑھی مونڈانا زی اعاجم ومشرکین میں داخل ہو کر حرام ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور مونچھ دونوں کے صفایا سے مخنثین کے مشابہ ہو کر مزید حرمت کا سبب اور باعث مذمت و باعث غضب خداوندی اور بغاوت عن قول الرسول علیہ السلام کے مشابہ ہوگا، جیسا کہ شیخ احمد بفراوی مالکی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے، جس کو وہ فقہ مالکی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۱) یہ لفظ کسی حدیث میں نہیں ملا، البتہ بخاری کی اس حدیث سے اس پر دلالت ہوتی ہے۔

”**عن أبي معمر قال: قلنا لخباب رضي الله عنه أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر والعصر قال نعم، قلنا بما كنتم تعرفون ذاك قال: باضطراب لحية**“. (صحيح البخاري مع فتح الباري: ۲/۲۳۳، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، رقم الحديث: ۷۴۶)

(۲) اللحية إسم لجميع من الشعر ما نبت على الخدين والذقن. (مجمع بحار الأنوار: ۴/۴۸۸)

(۳) الدر المختار مع رد المحتار: ۳/۳۹۸ (كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الأخذ من اللحية، انيس)

فما عليه الجند في زماننا من أمر الخدم بحلق لحاهم دون شواربهم لاشک في حرمته عند جميع الأئمة لمخالفته لسنة المصطفى صلى الله عليه وسلم ولموافقته لفعل الأعاجم والمجوس. (۱)

غرض زمانہ رسالت علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے لے کر برابر داڑھی کے معاملہ میں اسی پر وجوباً عمل ہونا چلا آ رہا تھا اور کتاب وسنت سے بھی یہی صورت متعین ہوکر اسلامی شعار متعارف ہے؛ مگر مسلمانوں کے اسباب زوال میں ایک سبب کہیے، جو اپنے نحوست اعمال سے پیدا ہوئے کہ مغربی تہذیب سے متأثر ہوکر بعض خطہ کے لوگوں نے داڑھی مونڈانا شروع کر دیا، پھر بعض علماء مستشرقین نے تہذیب مغرب زدگی سے متاثر ہوکر داڑھی کی شرعی حیثیت ہی کو مبتدل ومتغیر کرنا شروع کر دیا اور داڑھی بالکل غیر شرعی چیز؛ بلکہ محض طبعی شے قرار دینے لگے اور اس معاملہ میں مکمل چھوٹ دینے لگے، یہاں تک کہ بہت سے پڑھے لکھے ذی ہوش وذی علم حضرات اور بہت سے خطبا اور ائمہ مساجد بھی متأثر ہونے لگے۔ (الامان والحفیظ) پھر یہ وبا ایشیا میں غالباً سب سے پہلے مصر میں آئی، پھر یہ وبا بلا بن کر اس قدر عام ہوگئی کہ عرب کے دیگر ممالک میں بھی عام طور سے پھیل گئی اور ایک سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جو شعار کا درجہ رکھتی تھی، وہ مردہ ہونے لگی اور حدیث پاک "**من ترک سنتي لم ينل شفاعتي**" **أو كما قال صلى الله عليه وسلم** (۲) کے وبال میں مسلمانوں کو اس وبا نے مبتلا کر دیا اور ترک سنت رسول علیہ السلام کا وبال دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلت ورسوائی ونامرادی وناکامیابی ہے، جیسا کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے: "**أبغض النا س إلى الله ثلاثة: ملحد في الحرم، ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية، ومطلب دم امرأ مسلم بغير حق**". {**رواه البخاري**} (مشکوۃ، ص: ۲۷) (۳) بلکہ تک سنت گمراہی کے شہر کا دروازہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے، موطأ امام مالک میں مروی ہے:

"**قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله**". (۴)

(ترجمہ: یعنی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم لوگ ان دونوں کے مطابق عمل کرتے رہوگے، گمراہ نہ ہوگے: ایک کتاب اللہ، دوسرے سنت رسول اللہ۔)

(۱) داڑھی اور انبیاء کی سنتیں، مصنفہ مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری: ۲۶ (الفواکہ الدوانی، باب فی الفطرۃ: ۳۰۶/۲، دار الفکر۔ انیس)

(۲) رد المحتار: ۲۲۰/۱، کتب حدیث میں ان الفاظ میں کوئی حدیث نہیں مل سکی، البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک حدیث میں یہ الفاظ مذکور ہیں: ومن نكث ذمتي لم ينل شفاعتي و لم يرد على الحوض". (مجمع الزوائد: ۱۷۲/۱) (كتاب العلم، ثان منه في اتباع الكتاب والسنه ومعرفة الحلال و الحرام، رقم الحديث: ۷۹۸، انيس)

(۳) صحيح البخاري مع فتح الباري: ۲۱۰/۱۲، رقم الحديث: ۶۸۸۲، وزاد: "بغير حق ليهر يق دمه"

(۴) موطأ امام مالک شرحه تنوير الحوالک للسيوطي: ۹۳/۳۔

ظاہر ہے کہ جب سنت رسول اللہ علیہ السلام چھوڑ کر انسان گمراہی کے شہر میں داخل ہو جائے گا تو پھر جتنی بھی گمراہی وذلت ونکبت آوے، کم ہے۔" **اللّٰهم احفظنا من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا**". (آمین)

اس تمہید کے بعد اب استفتاء کے اندر مندرجہ سوالوں کا جواب نمبر وار مذکور ہے:

(۱) داڑھی شرعی و مذہبی شعار ہے، اس کی حفاظت کرنا اور اس کو نمایاں رکھنا شرعا واجب ہے۔

(۲-۳) داڑھی کی شرعی مقدار کم سے کم ایک قبضہ (مست) ہے، جو کم وبیش چار انگل ہوتی ہے اور اس کو برقرار رکھنا واجب ہے۔

(۴) ایسے لوگ واجب کے تارک اور اسلامی و مذہبی شعار کو پامال کرنے والے اور مٹانے والوں کے مشابہ ہوتے ہیں، جو اللہ نہایت مبغوض ہیں اور انہی وجوہ سے ایسے لوگ عند اللہ فاسق شمار ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کے پیچھے ایسے لوگوں کی نماز مکروہ ہوتی ہے، جو شرعی شکل وصورت رکھنے کے ساتھ ساتھ امامت کے بھی اہل ہوں۔

(۵) جب شرعی داڑھی رکھنے والے امامت کے اہل موجود ہوں؛ یعنی قرآن پاک صحیح پڑھتے ہوں اور طہارت ونماز کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں اور محتاط بھی ہوں تو ایسے شخص کے موجود ہوتے ہوئے غیر شرعی داڑھی رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے، ورنہ سب کی نماز بہ کراہت ادا ہوگی اور کراہت ادا ہوگی اور کراہت کے اندر غلظت وشدت میں تفاوت ہو تو یہ الگ بات ہوگی، مثلا: ایک شخص داڑھی مونڈانے کا عادی ہے اور قصدا مونڈاتا رہتا ہے، اس کے نماز پڑھنے سے کراہت تحریمی ہوگی اور اس کراہت میں غلظت وشدت باعتبار اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے ہوگی، جو مونڈھتا نہیں؛ بلکہ وہ کٹا کر چھوٹی اور غیر شرعی رکھنے کا عادی ہے اور قصدا ایسا کرتا رہتا ہے، پھر اس شخص کی اقتدا کرنے میں کراہت کے اندر غلظت وشدت زیادہ ہوگی باعتبار اس شخص کی اقتدا کے جو ایسا کرنے کا عادی نہیں؛ بلکہ کبھی کبھی بعض اتفاق سے اس سے ایسا ہو جاتا ہے، البتہ ایسے شخصوں کو بھی مستقل عہدہ امامت دینا اور مستقل امام مقرر کرنا درست نہیں۔

اور اگر شرعی داڑھی رکھنے والا امامت کا اہل موجود ہی نہ ہو تو اس وقت انہی میں سے جو زیادہ دیندار اور متبع سنت ہو، اسی کو امام بنا کر نماز با جماعت پڑھ لیں، ہرگز ترک نہ کریں، یہی حکم فرض وتراویح سب کے بارے میں ہے۔

اگر کسی مسجد کا مقرر شدہ امام غیر شرعی ہو؛ مگر ایسا فاسد العقیدہ ہونا معلوم نہ ہو، جس کے پیچھے نماز نہ ہوتی ہو اور اس کا نصب وعزم بھی اپنے اختیار واستطاعت نہ میں ہو، یا کسی اجنبی جگہ پہنچ جائیں، جہاں کا امام اسی قسم کا ہو اور نصب وعزل اپنے اختیار میں نہ ہو تو صرف صبر کریں اور حدیث پاک: "**صلوا خلف كل بر وفاجر**" أو كما قال عليه **السلام**" (۱) کے حکم کے مطابق پیچھے پڑھ لیں، جماعت ترک نہ کریں۔

---

(۱) سنن الدارقطنی، باب صفة من تجوز الصلوٰة معه والصلوة عليه: ۵۷/۲ (مرتب منتخبات نظام الفتاوىٰ)

اور اگر اصلاح کرنا چاہیں اور اصلاح کی توقع ہو، جب بھی: ﴿اذھبا إلیٰ فرعون إنه طغیٰ، فقو لا له قو لاً لینا لعله یتذکر أو یخشیٰ﴾ (۱) کے اصول کو اور ﴿أدع إلیٰ سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی أحسن﴾ (۲) کے ضابطے کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور کبھی اس کو نہ چھوڑیں اور کبھی ایسا طریقہ اختیار نہ کریں، جو آپس کے نفاق وشقاق، یا اختلاف ونزاع کا باعث بنے، ہمیشہ ﴿لست علیھم بمصیطر﴾ (۳) کو بھی پیش نظر رکھیں۔

(۲) ایسے شخص کو مؤذن، مکبر اور قاضیٔ نکاح مقرر کرنا مذموم ومکروہ ہے، باقی متشرع آدمی کے موجود رہتے ہوئے بھی ان کی دی ہوئی اذان وتکبیر سے جو نماز پڑھی جائے گی، وہ بلا کراہت ادا ہو جائے گی، (۴) اسی طرح ایسے قاضیٔ نکاح کا پڑھایا ہوا نکاح بھی بلا کراہت صحیح ونافذ ہو جائے گا، البتہ گواہی کے مسئلہ میں یہ تفصیل ہے کہ جس گواہی میں محض تحمل شہادت کافی ہوتا ہے، اس میں اس کا گواہ بننا معتبر ومفید ہوگا، جیسے عقد نکاح کے اس میں ان کا شاہد بنانا معتبر اور کافی ہے؛ کیوں کہ یہ گواہی محض عقد نکاح منعقد ہونے کے لیے ہوتی ہے اور محض تحمل شہادت کے درجہ کی چیز ہوتی ہے اور انعقاد نکاح کے بعد صحت نکاح کے نفاذ، یا بقا کے لیے، پھر ان شاہدوں کی ضرورت نہیں باقی رہتی؛ بلکہ شہرت عامہ وتسامع وغیرہ کافی ہو جاتی ہے، باقی یہ الگ بات ہے کہ اس میں بھی دیندار لوگوں کا گواہ بنانا اعلیٰ وافضل بات ہے، (۵) باقی جن معاملات میں تحمل شہادت کے ساتھ ساتھ ادائے شہادت بھی ضروری ہوتی ہے، جیسے رؤیت ہلال کے ثبوت کے لیے شہادت کہ اس میں تحمل شہادت اور ادائے شہادت دونوں چیزیں لازم ہوتی ہیں تو اس میں عادل ہونا، یا کم از کم مستور الحال ہونا ضروری ہوتا ہے۔

---

(۱) سورة طٰه: ٤٤

(۲) سورة النحل: ١٢٥

(۳) سورة الغاشية: ٢٢

(۴) ویکره أذان الفاسق ولا یعاد، ھٰکذا فی الذخیرة. (الفتاوٰی الھندیة: ٥٤/١، الباب الثانی فی الأذان وفیه فصلان، الفصل الأول فی صفته وأحوال المؤذن، انیس)

(۵) ”وشرط فی الشاھد أربعة أمور الحریة والعقل والبلوغ والاسلام... ویصح (أی النکاح) بشھادة الفاسقین والأعمیین“. (الفتاویٰ الھندیة: ٢٦٧/١، کتاب النکاح) (الباب الأول فی تفسیره شرعاً وصفته ورکنه وشرطه وحکمه، انیس)

” الفسق لا یمنع أھلیة الشھادة عندنا فینعقد النکاح بحضرته، وإنما یمنع أداء الشھادة لتھمة الکذب“. (فتاوٰی قاضی خان علیٰ ھامش الفتاوٰی الھندیة: ٤٠٧/٢، مرتب منتخباب نظام الفتاوٰی) (کتاب الشھادات، فصل فیمن لا تقبل شھادته لفسقه، انیس)

عادل شریعت کی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں، جس کی صلاح زیادہ ہو،اس کے فساد سے اورصواب غالب ہو، خطا سے اورسلیم القلب ہو، کما فی قاضیخان علٰی ھامش الھدایة (۲/ ٤٦٠): "**إن کان صلاحه أکثر من فساده وصوابه أغلب من الخطأ ویکون سلیم القلب یکون عدلا تقبل شهادته**". (۱) قاضی خان محض صاحب ترجیح ہی نہیں ہیں؛ بلکہ صاحب تخریج بھی ہیں، انہوں نے فساد زمانہ کے پیش نظر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی تحقیق کو قول مفتی بہ میں ترجیح دی ہے، چناں چہ فرماتے ہیں:

"**وعن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی: إن کان الفاسق وجیها ذا مروءة جازت شهادته، لأن مثله لا یکذب**". (۲)

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شرعی ضابطہ کے مطابق عادل ومستورالحال نہ ہو؛ لیکن ایسا باوجاہت اور ذی منصب وذی مروۃ ہو کہ جھوٹ بولنے کو اپنے منصب کے خلاف اور اپنی توہین سمجھتا ہو اور واقعہ ایسا ہی ہو کہ اس سے کذب صادر ہوتا تو اس کی بھی شہادت مقبول ومعتبر ہوگی، اسی طرح اگر مالی معاملات میں اتنا دیانت دار وصاف مشہور ہو کہ اپنے مالی نقصان کے باوجود بھی جھوٹ نہ بولتا ہو تو "لا یکذب" کی علت کے اطراد سے اس کی بھی شہادت مقبول ومعتبر ہوگی۔

داڑھی منڈانے کو جائز سمجھنا:

سوال: یہاں مسلمان داڑھی منڈانا جائز سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ بڑی بڑی مساجد کے امام وخطیب بھی داڑھی منڈاتے ہیں، جب ان سے سوال کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے، ایک سنت ہے اور پہلے فرائض کی پابندی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ صورتوں کو نہیں نیتوں کو دیکھتا ہے، اگر دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی محبت ہے اور فرائض کی پابندی کرتے ہیں تو بس ہے، براہ کرم اس پر بھی تفصیلی روشنی ڈالیے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

داڑھی منڈانا قطعاً ناجائز ہے۔ بہت سی صحیح احادیث میں اس کے رکھنے کا حکم وجوب کے صیغہ کے ساتھ ہے، مثلاً فرمایا گیا ہے:

---

(۱) قاضیخان علٰی ھامش الھدایة (۲/ ٤٦٠) (کتاب الشهادات، فصل فیمن لا تقبل شهادته لفسقه، انیس): "لأن غیر المعصوم لا یخلو عن قلیل ذنب فیعتبر فیه الغالب وعن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی ... أن مثله لا یکذب". (مرتب) (کتاب الشهادات، فصل فیمن لا تقبل شهادته لفسقه، انیس)

(۲) کتاب الشهادات، فصل فیمن لا تقبل شهادته لفسقه، انیس

(۳) باب ما یفسد الصلاة وما لا یفسده، مطلب في الأخذ من اللحیة، انیس

"جزوا الشوارب واعفوا اللحی. (۱)

(یعنی مونچھوں کو جڑ سے کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔) یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کا امتثال واجب اور ضروری ہے، باطن کے ساتھ ظاہر کی بھی اصلاح اور اس کا مطابق شرع کے ہونا ضروری ہے، پھر جب یہ لوگ بھی سنت سمجھتے ہیں تو ترک سنت پر جو وعید ہے، اس کو بھی انہیں سامنے رکھنا چاہیے۔ حدیث پاک میں ہے:

"من ترک سنتی لم ینل شفاعتی" أو کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم. (۲)

(یعنی سنت ترک کرنے والا شفاعت سے محروم رہے گا اور یہ محرومی معمولی محرومی نہ ہوگی۔)

اللہ تعالیٰ سب کو اتباع سنت کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/۳۰۴-۳۰۵)

حدیث کے مقابلے میں ڈھٹائی کرکے داڑھی کتروانے والا امام سخت ترین مجرم ہے:

سوال: ہمارے یہاں مسجد میں ایک پیش امام ہیں، ان کی داڑھی تقریباً ایک انچ تھی، ان سے کسی نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ داڑھی بڑھاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں تو اور کٹاؤں گا، چناں چہ چند روز بعد انہوں نے اور کترائی، آدھا انچ رہ گئی، جب ان سے کہا گیا کہ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: بس بال برابر کئے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ حدیث میں کہیں بھی ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم نہیں ہے، یہ بات ان کی کس حد تک درست ہے، نیز ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب

امام ابو یوسفؒ نے ایک بار حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی (کدو) مرغوب تھا، مجلس میں ایک شخص نے حدیث سن کر کہا کہ! مجھے تو مرغوب نہیں، حضرت امامؒ نے حکم فرمایا کہ اسے قتل کردو، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے معارضہ کرتا ہے، اس نے توبہ کی۔ (۳) یہ واقعہ آپ کے پیش امام پر صادق آتا ہے، ابو یوسفؒ کی

(۱) مسند البزار، مسند أبی حمزة أنس بن مالک، رقم الحدیث: ۸٦۷۵-۲۳٦/۱۵/شرح معانی الآثار، کتاب الکراھیة، باب حلق الشارب، رقم الحدیث: ٦۵٦۳-۲۳۰/٤، عالم الکتب، انیس)

(۲) ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی، البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ایک حدیث میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

"ومن نکث ذمتی لم ینل شفاعتی، ولم یرد علی الحوض". (مجمع الزوائد: ۱/۱۷۲) (کتاب العلم، باب فی العمل بالکتاب والسنة، باب ثان منه فی اتباع الکتاب والسنة ومعرفة الحلال من الحرام، رقم الحدیث: ۷۹۸، انیس)

(۳) وفی الخلاصة: عن أبی یوسف أنه قیل بحضرة الخلیفة المامون أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یحب القرع، فقال رجل: أنا لا أحبه، فأمر أبو یوسف بإحضار النطع والسیف فقال الرجل: استغفر اللّٰہ مما ذکرته. (شرح فقه أکبر: ۲۰٤)

مجلس میں پیش امام آیا ہوتا تو وہ اس پیش امام کے قتل کا فتویٰ دیتے؛ اس لیے نہیں کہ یہ داڑھی کٹاتا ہے؛ بلکہ اس لیے کہ یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا معارضہ کرتا ہے۔

رہا اس کا یہ کہنا کہ حدیث میں کہیں بھی ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم نہیں آیا، اس سے پوچھئے کہ داڑھی کٹانے کا حکم کس حدیث میں آیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بڑھانے ہی کا حکم دیا ہے، (۱) البتہ بعض صحابہؓ سے ایک مشت سے زائد کا کاٹنا ثابت ہے، (۲) اس سے تمام فقہائے امت نے ایک مشت سے زائد کے کاٹنے کو جائز اور اس سے کم کے کاٹنے کو حرام فرمایا ہے۔ بہرحال اپنے امام صاحب سے کہئے کہ اپنے اس گستاخانہ کلمہ سے توبہ کریں اور اپنے ایمان کی خیر منائیں، اگر اس پر بھی بات ان کی عقل میں نہ آئے تو اس کو امامت سے معزول کر دیا جائے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۴۴)

داڑھی منڈا، یا غیر مسنون داڑھی والے کی امامت:

سوال: غیر مسنون داڑھی رکھنے والے کی اقتدا میں نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ نیز داڑھی منڈے کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایک مشت داڑھی رکھنا ضروری ہے، اس سے کم رکھنا، یا منڈانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا کرنے والا گناہگار اور فاسق ہے، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی تو ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے:

"وأما قطعها وهي دونها فلم يبحه أحدآه. وفيه، والسنة فيها القبضة ... ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته،آه". (۴) فقط والله أعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ، ۲۵/۷/۱۳۹۸ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۷۱)

---

(۱) عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالفوا المشركين: وفروا اللحى واحفوا الشوارب. (صحيح البخاري: ۸۷۵/۲، باب: تقليم الأظفار) (كتاب اللباس، رقم الحديث: ۵۸۹۲، انيس)

(۲) عن أبي زرعة قال: كان أبو هريرة رضي الله تعالى عنه يقبض على لحيته ثم يأخذ من فضل عن القبضة. (مصنف ابن أبي شيبة، ما قالوا في الأخذ من اللحية (ح: ۲۵۴۸۱) انيس)

عن أبي حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يقبض على لحيته فيأخذ منها ماجاوز القبضة. (كتاب الآثار برواية أبي يوسف، في الخضاب والأخذ من اللحية (ح: ۱۰۴۰): ۲۳۴/۱، دار الكتب العلمية. انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد وفاسق. (الدر المختار) وفي رد المحتار: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (رد المحتار: ۵۲۰/۱) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۴) رد المحتار: ۳۵۹/۵ (كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، انيس)

بے داڑھی والے کے پیچھے داڑھی والوں کی نماز کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھے اور نماز پڑھائے، اس کے پیچھے داڑھی بھی رکھے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز درست ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

داڑھی کی مقدار ایک قبضہ ہے، ایک قبضہ تک پہنچنے سے پہلے کٹوانا، یا ایک قبضہ ہو جانے کے بعد ایک قبضہ (مٹھی) سے کم کروانا، کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں ہے۔

"وأما الأخذ منها وهي دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة، ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (۱۱۳/۲، کتاب الصوم)(۳)

لہٰذا ایسا کرنے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہِ تحریمی ہے۔

كذا في ردالمحتار (۵۲۳/۱): **قال أصحابنا: لاينبغي أن يقتدیٰ بالفاسق إلا في الجمعة؛ لأنه في غيرها يجد إماماً غيره.**

(بعد أسطر) **تكره إمامته بكل حال، بل مشیٰ في شرح المنية علیٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، لما ذكرنا، قال: ولذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالک ورواية عن أحمد، إلخ.** (۱)

لہٰذا کسی دوسرے متشرع ومتدین شخص کو امام بنائیں؛ لیکن اگر اس گناہ کے ارتکاب کے باوجود اس کے پیچھے نماز ادا کر لی تو نماز ہو جائے گی، البتہ ایسے شخص کو امام بنانے کی صورت میں سب کو مکروہِ تحریمی کے ارتکاب کا گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۵۲/۲-۵۳) ☆

---

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس

☆ **داڑھی منڈانے والے کی امامت:**

سوال: داڑھی منڈانے والے امام کے پیچھے نماز فجر وعصر کی پڑھ کر اعادہ نماز کرنا اولیٰ ہے، یا نہ کرنا اعادہ کا اولیٰ ہے؟ فقط

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریم ادا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جائے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ اول تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ ہی لے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے، (کراہت تحریمی کی وجہ سے بہتر ہے کہ نماز کا اعادہ کر لے؛ لیکن ضروری نہیں ہے، اگر کسی نے نماز دوبارہ نہیں پڑھی تو وہ گناہگار نہیں ہوگا۔ انیس) بعض فقہا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر اور فجر کے بعد بھی جائز ہے۔ (تالیفات رشیدیہ، ص: ۳۰۲-۳۰۳)

داڑھی منڈے کی امامت حدیث کی روشنی میں:

سوال: داڑھی منڈے کی امامت حدیث کی روشنی میں بیان فرمادیں؟

الجواب

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''اگر تم یہ چاہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمادے تو چاہیے کہ امامت وہ لوگ کرائیں جو تم میں بہتر ہوں؛ اس لیے کہ امام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوم کا نمائندہ ہوتا ہے''۔(اھ) اور ظاہر ہے کہ خلاف سنت کام کرنے والا کیسے بہتر ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا ایسا کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔{رواہ الإمام حاکم فی مستدرکه}(ردالمحتار: ۱/٤۱ـ٥)(۱) فقط والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہ، ۱۳۹۸/۸/۱۳ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ۔(خیر الفتاویٰ:۲/۳۷۱ـ۳۷۲)

محلوق اللحیہ کی امامت:

سوال: یہاں ایک مسجد میں کسی نماز میں پیش امام صاحب کسی کام کی وجہ سے جماعت کے وقت نہ پہنچ پائے تو ان کی جگہ ایک دوسرا شخص جو پڑھا لکھا ہے؛ مگر داڑھی ترشواتا ہے، نماز پڑھاتا ہے، اس کے پیچھے جو مقتدی داڑھی صاف کراتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور پھر بعد میں اپنی نماز دہراتے ہیں، ان کو ایسا کرنا کیسا ہے؟

(نثار احمد، خریدار نمبر: ۱۷۸)

الجواب حامدًا ومصلیًا

امام متبع سنت ہونا چاہیے؛ لیکن ایسے مقتدیوں کو ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا دہرانا لازم نہیں۔(۲) فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۲۱)

داڑھی کٹے کی امامت تراویح میں:

سوال: داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم رکھنے والے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یا تنزیہی؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، نیز شرعی داڑھی کی مقدار کیا ہے؟ حدیث کے حوالہ کے ساتھ رقم فرمائیں؟

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة: ۱/٥٦۲، دارالفکر بیروت. انیس

(۲) "ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق". (تنویر الأبصار) "قوله: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزانی وأکل الربا، ونحو ذلک. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/٥٥۹ـ٥٦۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اصول فقہ چار ہیں: کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ جس اصل سے بھی جو مسئلہ ثابت ہو اور ثبوت بھی عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص، جس طرح بھی ہو، وہ قابلِ تسلیم ہے۔ کسی ایک دلیل میں منحصر قرار دے کر اس دلیل کا مطالبہ منصبِ مقلد کے خلاف ہے اور مجیب اس کا مکلّف بھی نہیں، اس بنیادی تمہید کے بعد عرض ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآ ثار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا سنت ہے، (۱) صحابۂ کرام کا بھی عامۃً معمول یہی تھا، تو گویا یہ چیزیں اجماعی ہیں، اسی وجہ سے فقہائے کرام نے لکھا ہے:

"ويحرم على الرجل قطع لحيته". (۲)

ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کٹانا، یا چھوٹی چھوٹی رکھنا، کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں۔

"و أما الأخذ منها و هي دون ذلك (دون القبضة) كمايفعله بعض المغاربة، ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد". (ردالمحتار: ۱۱۳/۲) (۳)

جو شخص ایسا کرتا ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، **لأنه فاسق و كراهة تقديمه كراهة تحريم، كمافي الغنية و ردالمحتار وغيرهما.** (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۲/۶-۱۲۴)

جو امام داڑھی رکھنے سے منع کرے، اس کی امامت:

سوال: جو امام لڑکوں کو داڑھی رکھنے سے منع کرتا ہو کہ ابھی تمہاری عمر داڑھی رکھنے کی نہیں ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما أنه كان يقبض علىٰ لحيته ثم يقص ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة". (كتاب الآثار، كتاب الحظر والإباحة، باب حف الشعر من الوجه، يقال: حفت المرأة وجهها: أي أخذت عنه الشعر، ص: ۱۹۸، إدارة القرآن كراچی)

عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خالفوا المشركين، أحفوا الشوارب و أوفوا اللحى".

"وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "جزوا الشوارب وأرخوا اللحى، خالفوا المجوس". (الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱۲۹/۱، قديمي) (ح: ۲۵۹-۲۶۰) انیس)

(۲) الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۰۷/۶، سعيد

(۳) الدر المختار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده: ۴۱۸/۲، سعيد

(۴) الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الأولىٰ بالإمامة، ص: ۵۱۳: سهيل اكيڈمی لاهور (فصل في الإمامة، وفيها مباحث، انیس)

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

داڑھی رکھنے سے منع کرنا، حدیث پاک کا مقابلہ کرنا ہے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۷/۴/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۵/۶)

تعلیم یافتہ بے داڑھی والے کی امامت:

سوال: ایک موضع میں مسجد ہے جس میں زید امامت کرتا ہے، زید داڑھی نہیں رکھتا، موضع میں صرف زید ہی ایسا ہے جو امامت کے قابل تعلیم یافتہ ہے، دیگر اشخاص صرف نماز پڑھنے کی قابلیت رکھتے ہیں خطبہ وغیرہ نہیں پڑھ سکتے، ایسی صورت میں امامت کے متعلق زید کو کیا حکم ہے؟ حالاں کہ جو لوگ خطبہ پڑھنے کی قابلیت نہیں رکھتے، ان میں سے چند داڑھی بھی رکھتے ہیں، کبھی کبھی ایسے شخص آ جاتے ہیں، جو کافی علم داں ہوتے ہیں اور داڑھی بھی رکھتے ہیں، ان لوگوں کی موجودگی میں امام مذکور بالا کیا امامت نہیں کر سکتے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

زید کو چاہیے کہ داڑھی شریعت کے موافق رکھے پھر امامت کرے، جو شخص نماز پڑھا سکتا ہے، خطبہ نہیں جانتا، اس کو چاہیے کہ الحمد للہ شریف اور درود شریف، سوم کلمہ، استغفار پڑھ دے، بس خطبہ ادا ہو جائے گا، یہ ضروری نہیں کہ جو خطبہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے، وہی پڑھے، (۲) اور جب مسائل سے واقف متبع سنت شخص موجود ہو تو داڑھی نہ رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/رمضان/۶۷ ۱۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/رمضان/۶۷ ۱۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۵/۶-۱۲۶)

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم "خالفوا المشركين، أحفوا الشوارب وأوفوا اللحی". (الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱۲۹/۱، قديمی (رقم الحديث: ۲۵۹، انيس)

"وعن أبی هريرة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: "جزوا الشوارب وأرخوا اللحیٰ، خالفوا المجوس". (الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱۲۹/۱، قديمی (رقم الحديث: ۲۶۰)/ صحيح البخاری، باب تقليم الأظفار (رقم الحديث: ۵۸۹۲) انيس)

(۱) وكفت تحميدة أو تهليلة أو تسبيحة) للخطبة المفروضة مع الكراهة، وقالا: لابد من ذكر طويل، وأقله قدر التشهد الواجب آه" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة: ۱٤۸/۲، سعيد)

(۲) بل مشٰی فی شرح المنية علیٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، ولذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك، ورواية عن أحمد". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵٦۰/۱، سعيد) (مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد، انيس)

بغیر داڑھی والے کی امامت:

سوال: ۱۳ر رمضان ایک صاحب نے اعلان کیا کہ جو حافظ صاحب تراویح پڑھا رہے ہیں، ان کے پیچھے تراویح پڑھنا حرام ہے؛ کیوں کہ ان کو داڑھی مونچھ نہیں ہے، اس کے بعد انہوں نے اپنی تراویح کا علاحدہ انتظام کیا، ﴿الم تر کیف﴾ سے پڑھنا شروع کیا، نتیجہ یہ کہ کچھ لوگ قرآن چھوڑ کر ان کے پیچھے پڑھنا شروع کر دیا، یہاں زیادہ تعداد بغیر داڑھی والوں کی ہے، بعض دفعہ فرض جماعت پڑھانے کے لیے بغیر داڑھی والا فرض پڑھا دیتا ہے؛ اس لیے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہ حنفی، شافعی، حنبلی کے تحت ارسال فرمادیں؛ کیوں کہ میرے ساتھیوں میں تینوں مسلک کے لوگ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا بغیر داڑھی والے کی امامت میں فرض نماز، یا تراویح پڑھنا جائز ہے؟

(محمد ارتقاع خان شروانی (پوسٹ بکس: ۱۴۱، دہران سعودی عربیہ)

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بے شمار احادیث صحیحہ میں داڑھی رکھنے اور مونچھ کٹانے؛ بلکہ چھوٹی سے چھوٹی رکھنے کی بہت سخت تاکیدیں وارد ہیں اور اس کے خلاف پر مذمتیں وارد ہیں، یہاں پر بطور نمونہ محض چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں، مثلاً: بعض روایات صحاح ستہ میں ہے:

"أوفروا للحى واحفوا الشوارب".

بعض میں ہے:

"أنهكوا الشوارب واعفوا اللحى".

اور بعض میں ہے:

"قصّوا الشوارب واعفوا اللحى".

اور بعض میں ان کلمات کے ساتھ "**وخالفوا المشركين**" اور بعض میں "**وخالفوا الأعاجم**" بھی ہے۔(۱)

چناں چہ عجمیوں اور مشرکوں میں عموماً ان کا مذہبی شعار دیکھا جاتا ہے، داڑھی منڈانے کا اور مونچھ بڑھانے کا اور اسی اعتبار سے مونچھ کٹانے اور منڈانے کو اور داڑھی بڑھانے کو اسلامی شعار قرار دیا گیا ہے، بعض روایات میں "عشــــر

(۱) داڑھی اور مونچھ سے متعلق احادیث صحاح ستہ میں ان الفاظ میں وارد ہیں: ۱- "خالفوا المشركين، ووفروا اللحى وأحفوا الشوارب"، ۲- انهكوا الشوارب واعفوا اللحى". (صحیح بخاری مع فتح الباری ج۱۰ حدیث ۵۸۹۲، ۵۸۹۳)، ۳- "خالفوا المشركين، احفوا الشوارب وأوفوا اللحى، ۴- جزوا الشوارب وارخوا اللحى، خالفوا المجوس" (صحیح مسلم حدیث ۵۴، ۲۵۹/۵۵)، ۵- "احفوا الشوارب واعفوا اللحى". (صحیح مسلم حدیث ۲۵۹/۲۵، سنن ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی اعفاء اللحیہ حدیث ۲۷۶۳، سنن نسائی ۱۶/۱، احفاء الشارب واعفاء اللحی ۱۲۹/۸، احفاء الشارب، ومسند احمد بن حنبل ۱۶/۲)، "خالفوا زی الأعاجم" کے الفاظ میں کوئی حدیث نہیں مل سکی۔

من الفطرة“ اور بعض میں ”**خمس من الفطرة**“(۱) فرمایا گیا اور ان سب میں داڑھی بڑھانے کو ضرور شمار کیا گیا ہے اور فطرہ کے معنی جبلّہ سلیمہ کے ہیں؛ یعنی صحیح فطرت انسانی کا بھی تقاضا یہی ہے، کہ مونچھیں ختم کی جائیں، یا کٹائی جائیں اور داڑھی بڑھائی جائے۔ نیز بعض روایات صحاح میں اسی خصلت (مونچھ چھوٹی سے چھوٹی رکھنا، یا بالکل کٹا دینا اور داڑھی بڑھانا) کو فطرت انبیاء بتایا گیا۔(۲) جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ خصلت تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت اور طریقہ مسلوکہ ہے، جو یقیناً محبوب عندرب العالمین کی شکل ہے

انہی روایات کی بنا پر تمام فرق اسلامیہ کا سوائے بعض روافض وبعض خوارج کے یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ یہ صورت (مونچھ کٹی، یا اس طرح صاف ہو کہ جلد (چمڑا) نمایاں ہو اور داڑھی بڑھی ہوئی ہو، اسلامی ومذہبی شعار شمار ہے اور یہ الگ بات ہے کہ داڑھی کم سے کم کتنی لمبی اور بڑی ہو، اس میں آپس میں کچھ ضمنی اختلاف ہے؛ مگر داڑھی رکھنا واجب سب کے نزدیک بالاجماع ہے، بعض اصحاب ظواہر ظاہر نص کے اعتبار سے کٹوانے کی قطعاً اجازت نہیں دیتے ہیں، بالکل چھوڑے رکھنے کو ضروری قرار دیتے ہیں، ایک قول حضرت امام احمد ابن حنبل کا بھی یہی ہے، دوسرا قول دیگر ائمہ کی طرح کچھ توسع کا ہے اور اس میں توسع کی بنا ان روایات پر ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ وہ اطراف لحیہ سے کچھ کٹوا کر لحیہ کو مرصّع وجمیل بنا لیتے تھے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لحیہ مبارکہ کے بارے میں صحاح میں ہے کہ آپ کی داڑھی کثہ (گھنی) (۳) اور مسترسلہ (لٹکی ہوئی) اس طرح پرتھی کہ پیچھے سے بھی نظر آتی تھی، اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی داڑھی کے بال کٹ کر بالکل چھوٹے جلد سے لگے ہوئے، یا محض کھونٹی کی طرح ہوں، ایسے نہیں تھے؛ بلکہ مسترسل (لٹکے ہوئے) تھے، اس طرح پر کہ پیچھے سے بھی نظر آتے تھے۔(۴)

---

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری: ۳۳۴/۱۰، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ حدیث ۴۹، ۲۵۷/۵۰، بلفظ خمس من الفطرۃ اور اس میں داڑھی کا ذکر نہیں ہے، نیز صحیح مسلم کتاب الطہارۃ حدیث ۲۶۱/۵۶، ابوداؤد، کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرۃ حدیث ۵۳ بلفظ عشر من الفطرۃ اور اس میں اعفاء اللحیہ کا بھی ذکر ہے۔(مرتب)

(۲) اس کی صراحت صحاح ستہ میں مجھے نہ مل سکی، البتہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے: ”**نعم وقع التعبير بالسنة موضع الفطرة فى حديث عائشة عند أبى عوانة فى رواية .....**“ اور بیضاویؒ کا قول نقل کیا ہے: ”**هى السنة القديمة التى اختارها الأنبياء واتفقت عليها الشرائع**“. (فتح الباری: ۳۳۹/۱۰) (**كتاب اللباس، باب قص الشارب**، انیس)

(۳) چناں چہ ”کث اللحیہ“ کے تحت ملا علی قاریؒ جمع الوسائل فی شرح الشمائل میں لکھتے ہیں: ”**كث اللحية**“ **بتشديد المثلثة أى غليظها وفى رواية كان كثيف اللحية وفى أخرى عظيم اللحية ذكره ميرك**“. (ص: ۴۵) (مرتب)

(۴) ”**عن أبى معمر قال: قلنا لخباب رضى الله عنه: أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الظهر والعصر؟ قال: نعم قلنا بم كنتم تعرفون ذاك؟ قال باضطراب لحيته**“. (**صحيح البخارى مع فتح البارى: ۲/ ۲۳۲، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام فى الصلاة، رقم الحديث: ۷٤٦**)

اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کان کے نیچے بھی داڑھی کے بال اتنے بڑے اور لٹکے ہوئے تھے کہ شانۂ مبارک کے اوپر سے بھی لٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے، چاہے دو انگل ہو، یا تین انگل ہو، یا چار انگل، مگر لٹکے ہوئے ضرور ہوتے تھے، کم وبیش اسی کے اندر تمام ائمہ کا قول دائر ہے، جڑ سے کٹا دینے کا کسی کا مذہب نہیں ہے اور پورے داڑھ (یعنی نیچے کا جبڑا جس کی ہڈی پر نچلے دانت لگے ہوتے ہیں) پر جو بال ہوں، وہ سب داڑھی میں شمار ہے اور اس پورے بالوں کا یہی حکم ہے؛ کیوں کہ حدیث پاک: ''**واعفوا اللحی**'' وغیرہ میں مراد ہی وہ بال ہیں جو لحیتین پر اُگے ہوئے ہوں، ان ہی روایات کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ پورے لحیتین میں کہیں چار انگلی سے کم مقدار بالوں کی نہ ہو اور اس کی تائید حضرت ابن عمرؓ کے اس اثر اور روایت سے ہوتی ہے، جس کو فقہاء کرام ان لفظوں میں نقل کرتے ہیں:

''**صح عن ابن عمر راوی هٰذاالحدیث أنه کان یأخذ الفاضل عن القبضة (إلٰی قوله)وأما الأخذ منها وهی دون ذلک أی القبضة کما یفعله المغاربة، ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد**''.(۱)

اور مونڈانا ذی اعاجم ومشرکین میں داخل ہوکر حرام ہے اور داڑھی مونچھ دونوں کے صفایا سے مخنثین کے مشابہ ہوکر مزید حرمت کا سبب اور باعث مذمت وباعث غضب خداوندی اور بغاوت عن قول الرسول علیہ السلام کے مشابہ ہے۔

اور درمختار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہے:

''**وأخذ کلها أی حلق کلها فعلِ یهود الهند ومجوس الأعاجم**''.(۲)

غرض بارہویں صدی ہجری تک ساری امت محمدیہ داڑھی کو اسلام کا شعار اور سنت انبیاء وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ضروری قرار دیتی تھی؛ مگر مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر بعض خطہ کے لوگوں نے داڑھی مونڈانا شروع کر دیا اور اس میں پہل اہل مصر نے کیا پھر علماء مستشرقین نے تہذیب مغرب زدگی سے متاثر ہوکر داڑھی کی شرعی حیثیت متبدل ومتغیر کرنا شروع کر دیا، حتی کہ داڑھی کو بالکل طبعی وغیر شرعی چیز قرار دینے لگے اور اس معاملہ میں مکمل چھوٹ دینے لگے، یہاں تک کہ علما اور خطبا اور ائمہ مساجد بھی متاثر ہونے لگے۔(**الأمن حفظه اللّٰه**) پھر یہ بلا اس قدر عام ہوگئی کہ عرب کے دیگر ممالک میں بھی عام طور سے پھیل گئی اور ایک سنت رسول علیہ السلام جو شعار کا درجہ رکھتی تھی، مردہ ہونے لگی۔(**العیاذ باللّٰه اللّٰهم احفظنا من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا**) حالاں کہ مسئلہ یہ ہے کہ مقتدیوں میں اگر کوئی ایک شخص بھی ایسا ہو، جو مسائل طہارت وصلوۃ سے بخوبی واقف ہو اور قرآن پاک صحیح پڑھتا ہو

(۱) ردالمحتار: ۱۱۳/۲ ،مطبوعة مکتبه زکریا ورد المحتار ۳۹۸/۳ (کتاب الصوم،باب مایفسدالصلاة ومالایفسده،مطلب فی الأخذ من اللحیة ، انیس)

(۲) الدرالمختار مع رد المحتار: ۳۹۸/۳ (کتاب الصوم،باب مایفسدالصلاة ومالایفسده،مطلب فی الأخذ من اللحیة ، انیس)

اور داڑھی بھی شرعی رکھتا ہو، اس کے ہوتے داڑھی مونڈانے والے کو امام بنانا درست نہیں۔ اگر وہ امامت کرے گا تو سب مقتدیوں کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ ہاں اگر کوئی مقتدی ایسا نہ ہو، سب داڑھی مونڈانے والے ہی ہوں تو یہ حکم نہ ہوگا؛ بلکہ ان میں کا جو افضل ہو، اس کو امام بنا دینا درست ہوگا، یہی حکم تراویح میں بھی امامت کا ہے، باقی اقتدا کو بھی مطلقاً حرام کہہ دینا صحیح نہیں ہے۔(۱)

بلکہ یوں کہیں گے کہ ایسے امام کے پیچھے پڑھنے سے ﴿الم تر کیف﴾ سے پڑھ لینا بہتر ہوگا۔ اس وقت جو شخص داڑھی کی سنت کا احیا کرے گا، وہ ان پاک حدیثوں: "**من أحیٰی سنتی عند فساد أمتیّ فله أجر مائة شهید أو کما قال**" (۲) اور "**من أحیا سنة من سنتی قد أمیتت بعدی فإن له من الأجر مثل من عمل بهامن غیر أن ینقص من أجورهم شیأً ومن ابتدع بدعة ضلالة لا ترضٰی اللّٰه ورسوله کان علیه من الإمام مثل آثام من عمل بهاو لاینقص من أوزار الناس شیئاً**". {رواه الترمذی وابن ماجة} (مشکوة، ص: ۳۰)(۳) کا مصداق بنے گا اور ان حدیثوں کی فضیلت سے کامران و بامراد ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور، ۴/۱۰/۱۴۰۰ھ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/۲۸۸-۲۹۲)

داڑھی منڈانے، یا کٹوانے والے کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک شخص اپنے آپ کو حافظ وقاری اور فاضل الٰہ آباد اور داڑھی فرنچ قریب صفایا کراتا ہے اور روزانہ تاش کھیلتا ہے اور کھیلاتا ہے اور اعتراض کرنے پر تاش کھیلنے کو جائز ومباح بتاتا ہے اور امامت کرتا ہے، حالاں کہ اس

(۱) "**ویکره تقدیم العبد... والفاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه... وإن تقدموا جاز لقوله علیه السلام: صلوا خلف کل بر وفاجر**". (الهدایة: ۱/۱۰۱، نصب الرایة: ۲/۲۶ (کتاب الصلاة، باب الإمامة، انیس) میں اس کی روایت کو دارقطنی کی طرف منسوب کیا ہے اور اس پر کلام بھی نقل کیا ہے، نیز ابوداؤد کی ایک روایت کا حوالہ دیا ہے جو سنن میں ان الفاظ میں مذکور ہے:

"**والصلاة واجبة علیکم خلف کل مسلم براً کان أوفاجراً وإن عمل الکبائر...**" الحدیث. (أبوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع أئمة الجور، رقم الحدیث: ۲۵۳۳، نیز دیکھئے: البحر الرائق: ۱/۶۱۰)(مرتب)

(۲) **عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم "من تمسک بسنتی عند فساد أمتی فله أجر مائة شهید**. (مشکوة مع شرح الطیبی: ۱/۳۴۰، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب السنة) (الفصل الثانی، رقم الحدیث: ۱۷۶، انیس)

(۳) **سنن ابن ماجة: ۱/۷۷، مقدمة باب من أحیا سنة قد أمیتت، رقم الحدیث: ۲۱۰**، اور **سنن الترمذی: ۵/۴۵، کتاب العلم، باب ماجاء فی الأخذ بالسنة، رقم الحدیث: ۲۶۷۷**۔

دونوں کتابوں میں مروی احادیث کے الفاظ میں فرق ہے معنی ایک ہے، یہاں مذکور حدیث میں دونوں کے الفاظ خلط ملط ہیں، البتہ مشکوۃ میں دوسری روایت من وعن ہے۔ مرتب)

شخص سے زیادہ پابند شریعت وصوم وصلوٰۃ خواندہ حضرات موجود ہیں، کیا ایسا حافظ ونام کا قاری جو پابند شریعت غرّ انہ ہو اور پورے طریق فرائض وسنن کے مسائل سے واقف نہ ہو، یا ہو اور دوسرے لوگ موجود ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے شخص کو زبردستی امام مسجد بنانا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے، اس کو امام بنانا جائز ہے؛ کیوں کہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور وہ واجب الاہانت ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے؛ اس لیے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

شامی باب الامامۃ: ۱/۳۷۶(۱) میں ہے:

و أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، إلخ. والله تعالىٰ أعلم(امداد المفتین: ۲/۲۸۰-۲۸۱)

داڑھی کٹانے والے کی امامت:

سوال: زید حافظ ہے، پابند صوم وصلوٰۃ ہے؛ مگر داڑھی قدرے کتروا دیتا ہے، ایک انگل کے اندازے سے رکھتا ہے۔ اس حالت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ اگر کوئی مولوی اس کو مجمع میں کہے کہ یہ فاسق ہے اور مرتد ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب

ایک قبضہ سے کم داڑھی کو کتروانا؛ یعنی اس قدر کتروانا کہ قبضہ سے کم رہ جاوے، ممنوع ہے، ایسے داڑھی منڈانے والے اور کتروانے والے پر فسق کا اطلاق صحیح ہے، وہ فاسق ہے، مرتد اور کافر کہنا اس کو حرام اور ناجائز ہے،(۲) اور مرتد کہنے میں سخت گناہ کہنے والے کو ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ نماز اس کے پیچھے بکراہت ادا ہوجاتی ہے اور مرتد کہنے والا مولوی سخت معصیت اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، وہ اس کہنے سے فاسق ہوگیا توبہ کرے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۸۹-۹۰)

---

(۱) مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس

(۲) ولا بأس بنتف الشيب وأخذ أطراف اللحية، والسنة فيها القبضة، إلخ، ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۵/۳۵۹، ظفير) (باب الاستبراء وغيره، انیس)

(۳) (وعزر) الشاتم بـ (يا كافر) وهل يكفر إن اعتقد المسلم كافراً؟ نعم، وإلا لا، به يفتىٰ. (الدر المختار، باب التعزير: ۳/ ۲۵۳، ظفير) (كتاب الحدود، انیس)

داڑھی منڈے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: جو مسلمان داڑھی منڈاتے ہیں، یا ایک مشت سے کم کترواتے ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ——————————

جو مسلمان داڑھی منڈواتے ہیں، یا ایک مشت سے کم کترواتے ہیں، وہ فاسق ہیں۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۴۰)

داڑھی کے خلاف قولاً وعملاً مظاہرہ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک مولوی صاحب ایک مسجد کے امام اور خطیب ہیں، محدث اور طبیب ہیں، داڑھی خشخشی رکھواتے ہیں اور اثبات مدعا میں فرماتے ہیں کہ داڑھی کا رکھوانا کسی صحیح واجب العمل حدیث سے ثابت نہیں، منڈوانا، یا زائد از قبضہ مشت کٹوانا حرام تو بجائے خویش مکروہ تحریمی بھی نہیں اور احیاناً عند الہیجان والغلیان یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ داڑھی منڈوانے والے احباب کا سردار اور پیشوا ہوں، داڑھی منڈوانا، یا کٹوانا حرام ہے، یا مکروہ؟ قبضہ کسی حدیث سے ثابت ہے، یا نہیں؟ اور ایسے شخص کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ——————————

حدیث صحیح میں داڑھی کے بڑھانے اور چھوڑنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے:

"عشر من الفطرة قص الشارب وإعفاء اللحية". (الحديث)(۲)

اس سے قطع کرنا داڑھی کا حرام ہونا ثابت ہوا اور فقہا نے حلق لحیہ اور مادون قبضہ کو کتروانا حرام لکھا ہے۔

كما فى الدر المختار: ولذا يحرم على الرجل قطع اللحية الخ والسنة فيها القبضه، الخ. (۳)

پس معلوم ہوا کہ داڑھی کو قبضہ سے کم کتروانا اور قطع کرانا، یا منڈوانا حرام ہے اور یہ قول اس شخص کا کہ داڑھی کا رکھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور منڈوانا اور مادون قبضہ کو قطع کرانا حرام اور مکروہ نہیں ہے بالکل غلط ہے اور امامت

(۱) ولابأس بنتف الشيب وأخذ أطراف اللحية ، والسنة فيها القبضة، إلخ، ولذا قال: يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع :۳۵۹/۵، ظفير) (باب الاستبراء، انيس)

(۲) باب السواک، الفصل الأول، رقم الحديث: ۳۷۹، انيس)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أوفروا اللحٰى. (مشكوٰة، باب الترجل، ص: ۳۸۰) (الفصل الأول، رقم الحديث: ٤٤٢١، انيس)

(۳) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۳۵۹/۵، ظفير (باب الاستبراء، انيس)

اس شخص کی مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ وہ فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہے۔(کذا فی الشامی)(۱) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲۸۹/۳-۲۹۰)

داڑھی منڈے کی امامت:

سوال: ایک شہر میں انگریزی مدرسہ ہے، جس میں علاوہ درسی تعلیم کے دینیات بھی پڑھاتے ہیں؛ لیکن سرکاری قانون پر عمل درآمد ہوتا ہے، مثلاً: آج کل مدرسہ کا وقت دس بجے صبح سے تین بجے شام تک ہے، درمیان میں ایک بجے بیس منٹ کی چھٹی ہوتی ہے اور اس وقت میں وہ نماز ادا کرتے ہیں اور جمع ہوکر جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں، اگر طلبہ کو کسی وجہ سے دیر ہوجاتی ہے تو قطع نظر نقصان کے اسکول سے ان سے جواب طلب ہوجاتا ہے؛ اس لیے اگر دیر ہوتی ہو اور امام موجود نہ ہو تو کسی طالب علم کو جو کہ داڑھی منڈاتا ہے؛ لیکن حافظ قرآن اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور دوسرے طلبہ میں فوقیت رکھتا ہے، امام بنانا جائز ہے، یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو لڑکوں کو جداگانہ نماز پڑھ کر مدرسہ چلا جانا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

اگر اس مسجد کے امام اور نمازی نہ آئے ہوں تو لڑکوں کو مسجد میں جماعت نہ کرانی چاہیے، البتہ مسجد سے خارج کوئی جگہ ہو تو اس میں علاحدہ جماعت کرلیں اور اپنی جماعت میں سے جو امامت کے لائق ہو اس کو امام بنالیا جائے۔ نماز ہر ایک مسلمان کے پیچھے ہوجاتی ہے۔ یہ فرق ضرور ہے کہ نیک آدمی کے پیچھے زیادہ ثواب ہے اور داڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اور ثواب کم ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۲۳/۳-۳۲۴)

داڑھی منڈے کے پیچھے تراویح درست ہوگی، یا نہیں:

سوال: ایک شخص داڑھی منڈاتا ہے اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں کرتا اور تراویح پڑھاتا ہے، آیا اس کے پیچھے تراویح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت جیسے فرائض میں مکروہ تحریمی ہے، تراویح میں بھی مکروہ ہے۔(۳) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲۲۶/۳)

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه إلخ،بل مشى في شرح المنية علىٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم.(ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱،ظفير)(مطلب في تكرار الجماعة في المسجد،انيس)

(۲) قال في الجوهرة،ص:۵۸:فإن تقدموا جاز لقوله عليه السلام: "صلّوا خلف كل بروفاجر". (جميل الرحمن) (باب صفة الصلاة،انيس)

(۳) أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ==

داڑھی منڈنے اورانگریزی بال والے کی امامت:

سوال: انگریزی بال جس کے ہوں، اس کے پیچھے نماز، یا تراویح اور بوجہ داڑھی منڈنے کے نماز، یا تراویح جائز ہے، یانہیں؟ (محمدادریس)

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

ایسے شخص کوامام بنانامکروہ تحریمی ہے، بشرطیکہ اس سے بہتر نماز پڑھانے والاموجودہو۔

''**وكره إمامةالعبد والأعرابى و الفاسق**''.(البحرالرائق:۳٤۸/۱)(۱)**فقط والله سبحانه تعالىٰ أعلم**

حررہ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۱۴/۸/۱۳۵۷ھ۔

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہ،صحیح:عبداللطیف، مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۱۴/۸/۱۳۵۷ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۲۸/۶)

ٹھوڑی کے بال کٹوانے والے کی امامت:

سوال: اگرکسی شخص کےٹھوڑی کے بال کٹے ہوئے ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز داڑھی طول میں کتنی مقدارضروری ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جو بال داڑھی کا جز ہیں، ان کوایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کٹوانا اورمنڈوانا جائزنہیں،(۲) جوامام ایسا کرتا ہے

== وقد وجب عليهم إهانته شرعاً،بل مشٰى فى شرح المنية علىٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا وقال: لذا لم يجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك و رواية عن أحمد،إلخ.(ردالمحتار: ۳۷٦/۱، باب الإمامة،مطلب فى تكرارالجماعة فى المسجد،انيس)

(۱) البحر الرائق ،كتاب الصلاة،باب الإمامة:٦٠٧/١-٦١٠،رشيدية

(۲) عن ابن عمر رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: ''خالفوا المشركين،وأحفوا الشوارب وأوفوااللحى''.

عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم :قال:''أحفوا الشوارب وأعفوا اللحىٰ''. (الصحيح لمسلم،كتاب الطهارة،باب خصال الفطرة: ١٢٩/١،قديمى)(رقم الحديث:٢٥٩،انيس)

''والسنة فيها القبضة:...ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته''.(الدرالمختار)

''(قوله:والسنة فيها القبضة)وهوأن يقبض الرجل لحيته،فما زاد منها علىٰ قبضة قطعه،كذا ذكره محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ فى كتاب الآثار عن الإمام قال:وبه آخذ ،محيط،آه''.(ردالمحتار،كتاب الحظر والإباحة،فصل فى البيع:٤٠٧/٦ ،قديمى،سعيد)(باب الاستبراء وغيره، انيس)

اس کی امامت مکروہ ہے،(۱) داڑھی ایک مٹھی رکھی جائے، جب تک ایک مٹھی نہ ہوجائے کٹوانا درست نہیں، جو ایک مقدار مٹھی سے زائد ہے، اس کو کٹوانا درست ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۳/۱۳۸۹ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۲۸-۱۲۹)

داڑھی منڈے صاحب علم کے ہوتے ہوئے کم علم باریش کی امامت:

سوال: پوری مسجد میں تمام لوگ جن میں صاحب علم بھی ہیں، سب داڑھی منڈے ہیں، علاوہ آدمی کے، اب ایسی صورت میں اقامت اور امامت کس ترتیب سے ہو، جبکہ باریش شخص کم علم ہے؟

الجواب

اگر باریش آدمی نماز پڑھا سکتے ہیں اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہیں، تو نماز انہی کو پڑھانی چاہیے۔ اقامت بھی وہ خود ہی کہہ لیا کریں، داڑھی منڈے اہل علم نہیں، اہل جہل ہیں، بقول سعدیؒ ۔

''علمے کہ راہ حق نہ نماید۔ جہالت است''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۲۹)

جہاں ننانوے فیصدی داڑھی منڈوانے، یا کتروانے والے ہوں تو امام کون بنے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں سارے کے سارے افراد ننانوے فی صدی داڑھی منڈے، یا دو دو انگل والے ہیں، ان میں قاری بھی ہیں اور حافظ بھی اور کچھ دین کا علم جاننے والے بھی ہیں؛ لیکن

(۱) ''ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمیٰ، آہ. (الدرالمختار)

''(قوله: وفاسق) من الفسق، وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی، وأكل الربا، ونحو ذلک، (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: ''خالفوا المشركين، وأحفوا الشوارب وأوفوا اللحی''.

عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما عن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: قال: ''أحفوا الشوارب وأعفوا اللحی''. (الصحیح لمسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱/۱۲۹، قدیمی)

''والسنة فیها القبضة: ...ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته''. (الدرالمختار)

''(قوله: والسنة فیها القبضة) وهو أن یقبض الرجل لحیته، فما زاد منها علیٰ قبضة قطعه، كذا ذكره محمد رحمه اللّٰه تعالیٰ فی كتاب الآثار عن الإمام قال: وبه آخذ، محیط، آہ''. (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۶/۴۰۷، قدیمی، سعید)

سارے کے سارے داڑھی منڈے، یا داڑھی کتروانے والے دو انگل، یا تین انگل داڑھی والے ہیں، جب کہ چھوٹی داڑھی والے کے پیچھے نماز جائز نہیں، کیا یہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں، یا ان میں سے کوئی امام بن جائے، جماعت کرائے تو سب کی نماز ہو جائے گی یا نہیں اور جو ایک فی صدی داڑھی والے ہیں، وہ بالکل ان پڑھ ہیں، قل شریف بھی صحیح نہیں آتی؟ بینوا توجروا۔

الجواب

داڑھی قبضہ سے کم کرنا ناجائز ہے، لہٰذا داڑھی کٹوانے اور منڈوانے والے فاسق ہیں اور فاسق کی امامت مکروہ ہے؛ اس لیے ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے، البتہ اگر ایسا شخص امام بن گیا تو جدا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے، اس صورت مسئولہ میں چھوٹی داڑھی والے کا امام بننا بہ نسبت داڑھی منڈوانے والے کے اس وقت تک مناسب ہے، جب تک کہ کوئی دوسرا صالح اور نیک امام میسر نہ آجائے اور اس کی کوشش کرتے رہنا ضروری ہے اور صلوۃ خلف الفاسق واجب الاعادہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۹۹/۲) ☆

☆ **داڑھی منڈانے، کٹانے، صرف رمضان میں رکھ لینے والوں کی امامت کا حکم:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بعض حفاظ داڑھی منڈاتے ہیں، بعض شرعی مقدار پوری ہونے سے قبل کترواتے ہیں اور بعض نے عادت بنالی ہے، جب رمضان شریف آتا ہے تو ایک دو ماہ قبل کچھ بڑھا لیتے ہیں، رمضان شریف کے بعد پھر منڈواتے، یا کتروادیتے ہیں، خصوصا ایسے حفاظ کے پیچھے کہ جنھوں نے پہلے داڑھی رکھوائی ہوئی تھی اور اب منڈوا دی ہے، شرعا نماز تراویح پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

داڑھی منڈوانا یا حد شرعی سے کم کرانا گناہ ہے، جو شخص ایسا کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے:

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (الدر المختار، باب مایفسد الصلوة مطلب فی الاخذ من اللحية: ۱۲۳/۲)

نیز درمختار میں ہے: "**وكذا يحرم على الرجل قطع لحية**".

اس سے پہلے ہے:

"**والسنة فيها القبضة**". (كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع: ۳۵۹/۵)

نیز ردالمحتار، ص: ۵۲۳، باب الامامۃ میں ہے:

" **إن كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم**".

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ چار انگشت سے کم داڑھی قطع کرنے والے یا منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور ایسا شخص لائق امامت نہیں، تراویح میں بھی ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۰۰/۲-۱۰۱)

بودی رکھے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر ایک جگہ پر کوئی باریش یا صاحب شرع آدمی نہیں تو لوگوں نے ایک داڑھی منڈے اور بودی والے آدمی کو امام بنایا اور اس کے پیچھے اقتدا کی، حالاں کہ وہ آدمی صرف نماز کے علاوہ امامت کے احکام سے واقف نہیں، اس صورت میں اقتدا کرنے والوں کی نماز ہو جائے گی، یا لوٹانی پڑے گی؟

(۲) اس صورت میں یہ بھی واضح فرمادیں کہ جماعت اولیٰ ہے، یا فرداً فرداً نماز پڑھنی اولیٰ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔

وأما قطعها وهى دونها فلم يبحه أحد،إلخ. (۱)

اور نیز درمختار میں ہے:

وكذا يحرم على الرجل قطع لحية. (۲)

پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اگر چہ بحکم صلوۃ خلف کل بر وفاجر اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؛ لیکن ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔

لأن فى إمامته تعظيم الفاسق وهو حرام. (ردالمحتار)(۳)

اگر ایسا موقع پیش آجائے کہ ایسا شخص جس کی داڑھی سنت کے مطابق ہو اور نماز کے مسائل جانتا ہو موجود نہ ہو تو نماز اسی داڑھی منڈے کے پیچھے باجماعت پڑھ لینی چاہیے، اکیلے پڑھنے سے باجماعت پڑھ لینی اولیٰ ہے۔

درمختار: ۱/۴۱۵ میں ہے:

وفى النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. (۴)

اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے:

(قوله نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلوٰة خلفهما أولٰى من الانفراد. (۵) فقط واللّٰہ أعلم

(فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۱۰۲)

---

(۱) وأما الأخذ منها وهى دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد.(ردالمحتار، كتاب الصوم،باب نا يفسد الصوم ومالا يفسده: ۲/۴۱۸،دار الفكر بيروت.انيس)

(۲) ويحرم على الرجل قطع لحيته،الخ.(الدرالمختار،كتاب الحظر والإباحة،فصل فى البيع: ۶/۴۰۷،انيس)

(۳) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه،وقد وجب عليهم إهانته شرعاً.(ردالمحتار: ۱/۵۶۰،باب الإمامة،مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد،دار الفكر بيروت.انيس)

(۴) الدرالمختار،باب الإمامة: ۱/۵۶۲،دار الفكر بيروت.انيس

امام ومقتدی سب داڑھی منڈے ہوں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ!

(۱) داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے، یانہ؟

(۲) خاص کر جب کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ہے، سوائے داڑھی منڈے کے تو کیا اس وقت نماز فرداً فرداً ادا کی جائے، یا مع الجماعت ادا کی جائے، جیسے حدیث شریف میں ہے: "**صلوا خلف کل برو فاجر**".

(۳) کیا مقتدی اور امام سب داڑھی منڈے ہیں تو ان کی نماز با جماعت ہونی چاہیے، یا فرداً فرداً پڑھیں؟

(۴) شرعاً داڑھی کی اہمیت اور حکم کیا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱) داڑھی منڈے کے پیچھے نماز جائز ہے مع الکراہت۔

(۲) ایسے موقع میں انفراد سے داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ الدرالمختار: ۴۱۵/۱ میں ہے:

وفی النهرعن المحیط صلی خلف فاسق أومبتدع نال فضل الجماعة. (۱)

اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے:

أفاد أن الصلوة خلفهما أولٰی من الانفراد، انتهی (۲)

(۳) ایسی صورت میں بھی نماز مع الجماعت ہونی چاہیے؛ بلکہ اس میں کراہت بھی نہیں ہے۔

(۴) داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اس سنت کا تارک بلاشبہ فاسق وفاجر ہوگا، حتی کہ اس فعل شنیع پر مداومت کرنے سے یہ گناہ کبائر میں شمار ہوگا؛ اس لیے کہ "**لاصغیرة مع الاصرار ولا کبیرة مع الاستغفار**"(۳) ہمارے فقہاء احناف نے مخلقین اور مقصرین دونوں پر سخت نکیر فرمائی ہے۔

الدرالمختار میں ہے کہ! **وأما الأخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم.** (۴)(فتاویٰ مفتی محمود: ۱۰۳/۲)☆

(۱-۲) الدرالمختار، باب الإمامة: ٥٦٢/١، دارالفكر بيروت. انيس

(۳) بدائع الصنائع من قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، فصل فی شرائط رکن الشهادة: ٢٧٠/٦، دارالکتب العلمیة بیروت. انیس

عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: هی إلی سبع مائة أقرب إلاأنه لا کبیرة مع الإستغفار ولا صغیرة مع إصرار. (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، قول ابن عباس (ح: ١٩١٩) انیس)

(۴) ردالمحتار، کتاب الصوم، باب نا یفسد الصوم ومالا یفسده: ٤١٨/٢، دارالفکر بیروت. انیس ==

بہ مجبوری بغیر داڑھی والے کے پیچھے نماز اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے:

سوال: نماز کا اہتمام ایک بزرگ ٹیچر کی زیرنگرانی کیا جاتا ہے، جو کہ باریش ہیں، پورے اسکول میں ان کے علاوہ اور کوئی باریش ٹیچر موجود نہیں، یہی امامت فرماتے ہیں؛ لیکن جس دن وہ نہیں آتے، کوئی دوسرا ٹیچر جس کی داڑھی ہوتی، امامت فرماتا ہے، بغیر داڑھی والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب______________________

مکروہ تحریمی ہے؛(۱) لیکن اگر پوری جماعت میں کوئی بھی باشرع آدمی نہیں، تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۴۲۹/۳)

انگریزی بال اور چھوٹی داڑھی والے کی امامت:

سوال: ایک شخص جس کے سر پر انگریزی بال، داڑھی خشخشی ہو، لباس بھی صالحین کا نہ ہو تو ایسے شخص کو بغیر بڑھائے امامت کے مصلیٰ پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

الجواب______________ حامدًا و مصلیًا

نائب امام کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو خود امامت کے لیے آگے نہیں بڑھنا چاہیے، جس شخص کے سر کے بال

☆ سارے مقتدی محلوق اللحیہ ہوں تو امام کون ہوگا:

سوال: مقتدیوں میں تمام اپنی داڑھی کترواتے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب______________ حامدًا و مصلیًا

سب فاسق ہیں، ان کو امام بنانا مکروہِ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ:۸۶/۴)

(۱) داڑھی منڈوانا، یا کتروانا کہ ایک مٹھی سے کم رہ جائے، حرام ہے اور مرتکب حرام فاسق ہے۔

والفاسق من فعل كبيرة أو أصر علىٰ صغيرة.(ردالمحتار : ٥٣١/٤ ،طبع ايچ ايم سعيد)(كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه،انيس)

ويكره تقديم تقديم العبد. والفاسق؛لأنه لايهتم لأمر دينه.(الهداية: ١٠١/١)(باب الإمامة،انيس))

وأيضاً فى الشامية: ٥٦٠/١ :وأماالفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه،وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه ،وقد وجب عليهم إهانته شرعاً،إلخ.(ردالمحتار : ٥٦٠/١ ،باب الإمامة)(مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد،انيس)

(۲) **فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل وإلافالاقتداء أولىٰ من الانفراد.(ردالمحتار: ٥٥٩/١، باب الإمامة)**

داڑھی، لباس، خلاف شرع ہو اس کو نہ دوسرے لوگ امام بنائیں، نہ وہ خود امامت کے لیے مصلیٰ پر جائے، چونکہ ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو مستقل امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۱۲۹/۶)

داڑھی کے بارے میں مودودی ائمہ کی غلط فہمی کا مدلل و مفصل جواب:

سوال (۱) آج کل کئی مساجد میں مودودی ائمہ امامت کرا رہے ہیں، ان میں سے اکثر داڑھی شرعی مقدار سے کم رکھتے ہیں، مع ہذا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی کی شرعی مقدار یہی ہے، لہٰذا براہ کرم آپ تحریر فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی روایات میں داڑھی رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرر فرمائی ہو، یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے داڑھی کے بارے میں کوئی حد مقرر ہو تو اس کی جتنی روایات ہوں تحریر کریں؟

(۳) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی داڑھی مبارک کی کس قدر تحدید تھی، اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے جتنی روایات ثابت ہیں، وہ ضرور تحریر کریں؟

(۴) صحابہ کرامؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے معاذ اللہ کہ ان میں سے دو تین حضرات کے علاوہ کسی کی داڑھی نہ تھی، جیسا کہ مودودی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے، اگر اس بارے میں روایات ہوں تو ضرور لکھیں؛ تا کہ مودودی صاحب کے شبہات کا منہ توڑ جواب دیا جائے؟

(المستفتی: محمد شریف، پانی پتی، سانگھڑ)

الجواب

(۱) **عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ أمر باحفاء الشوارب وإعفاء اللحیۃ ".** (الصحیح لمسلم: ۱۲۹/۱)

(۲) **عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال: "قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین احفوا الشوارب، وأوفوا اللحی".** (الصحیح لمسلم: ۱۲۹/۱)(۲)

---

(۱) "ویکرہ إمامۃ عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی" (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید)

بل مشٰی فی شرح المنیۃ علٰی أن کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا. قال: ولذا لم تجز الصلاۃ خلفہ أصلاً عند مالک، وروایۃً عن أحمد. (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۵۶۰/۱، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، انیس)

(۲) کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، رقم الحدیث: ۲۵۹، انیس

(۳) **عن أبی هريرة رضی الله عنه قال:" قال رسول الله صلی الله عليه وسلم جزوا الشوارب، وأرخوا اللحی خلفوا المجوس".** (الصحيح لمسلم: ۱۲۹/۱)(۱)

(۴) **عن عائشة رضی الله عنها قالت:"قال رسول الله صلی الله عليه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب وإعفاء اللحية".** (الصحيح لمسلم: ۱۲۹/۱)(۲)

(۵) **قال النووی: وفی رواية البخاری: وفّروا اللحی.** (شرح الصحيح لمسلم: ۱۲۹/۱)

(۱-۲) احادیث بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو بڑھانے اور لمبی کرنے کا حکم دیا اور حدیث نمبر:۴ میں اسے نہ صرف اپنی؛ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت قرار دیا ہے، علامہ نووی رحمہ اللہ لفظِ فطرت کا معنی لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قالوا: معناه أنها من سنن الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم. (شرح الصحيح لمسلم: ۱۲۸/۱)

اب دیکھنا یہ ہے کہ "**اعفاء اللحية**" جسے سنت الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام قرار دیا گیا ہے اور اس کے اختیار کرنے کا ہمیں مکلّف بنایا گیا، پس اس کی عملی صورت باعتبار مقدار کیا تھی؛ کیوں کہ داڑھی کی جو مقدار حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار پائی گئی، وہی مقدار امت محمدیہ (علی صاحبہا الوف التحیات والتسلیمات) کے لیے مسنون و مامور ہوگی بوجہ اشتراک واتحاد لفظی؛ کیوں کہ دونوں جگہ پر لفظ "احفاء" وارد ہے۔

قرآن کریم میں حضرت ہارون علیہ السلام کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے:

﴿ياابن أم لا تأخذ بلحيتی﴾ (الآية) "وكان أخذها بشماله". (تفسیر الجلالین)(۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مبارک ایک مٹھی سے کم نہ تھی اور ایک حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی بھی یہی مقدار؛ بلکہ اس سے بھی زائد معلوم ہوتی ہے۔

"**عن أبی معمر قال: قلت لخباب بن الأرت: أكان النبی صلی الله عليه وسلم يقرأ فی الظهر والعصر؟ قال: نعم قلت بأی شیء كنتم تعلمون قرأته؟ قال باضطراب لحيته.** (البخاری: ۱۰۵/۱)(۴)

صف میں کھڑے ہوئے مقتدی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سری قرأت کو باضطراب لحیہ شریفہ کے معلوم کرتے تھے، جس سے یہ ظاہر ہے کہ لحیہ مبارکہ جہلاء زمانہ کی طرز پر تراشیدہ خشخشی داڑھی نہ تھی؛ بلکہ اہل حق کی طرح پوری اور

---

(۱) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، رقم الحديث: ۲۶۰، انیس

(۲) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، رقم الحديث: ۲۶۱، انیس

(۳) تفسير الجلالين: ۴۱۴/۱، دار الحديث القاهرة. انیس

(۴) كتاب الأذان، باب: القراءة فی العصر، رقم الحديث: ۷۶۱، انیس

مکمل داڑھی تھی اور یہی حقیقت آیت بالا سے ظاہر ہو رہی ہے، پس آیت شریفہ اور اس حدیث کو حدیث نمبر ا/۴ کے ساتھ ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یہی مکمل داڑھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث نمبر: ا میں جس کا امر فرمایا، وہ بھی یہی مکمل داڑھی ہے، نہ کہ بریدہ وتراشیدہ خشخشی داڑھی، اس کی مقدار مامور کا مسئلہ حل ہو گیا۔

ثانیاً: یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے داڑھی بڑھانے کے سلسلہ میں مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا ہے،(۱) اور مخالفت مجوس مکمل داڑھی رکھنے میں ہے، نہ کہ خشخشی رکھنے اور کتراتے رہنے میں؛ کیوں کہ کتراتے رہنا بھی مجوسیوں کی عادت تھی۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وأما إعفاء اللحية فمعناه توفيرها وهو معنى أوفوا اللحى في الرواية الأخرى وكان من عادة الفرس قص اللحية فنهى الشرع عن ذلك .(شرح مسلم : ۱۲۹/۱)(۲)

بذل المجہود میں ہے:

"**وكان من عادة الفرس قص اللحية**".(۷۹/۵)(۳)

پس معلوم ہوا کہ مخالفت مجوس کرتے ہوئے مکمل داڑھی رکھنا مامور ہے اور خشخشی رکھ کر کتراتے رہنا مجوسیوں کی موافقت ہے اور ممنوع ہے، اس سے معلوم وظاہر ہے کہ خشخشی رکھنا امتثال امر نبوی کے لیے کافی نہیں اور یہ مقدار مسنون نہیں؛ بلکہ عادت مجوس ہے۔

ثالثاً: یہ کہ حدیث نمبر ۲ میں مخالفت مشرکین کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مخالفت پوری داڑھی رکھنے میں ہے؛ کیوں کہ مشرکین داڑھی کتراتے تھے، ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"**لأنهم كانوا يقصون اللحى**"اھ.(۴)

پس اگر ہم بھی کتراتے رہیں تو اس میں مشرکین کی موافقت ہے نہ مخالفت۔

رابعاً: ان احادیث میں پانچ قسم کے الفاظ موجود ہیں:"**واعفوا، وأوفوا، وأرخوا، وارجوا، ووفروا**".

(۱) دیکھئے! حدیث:۲

(۲) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، انيس

(۳) بذل المجهود، باب في أخذ الشارب: ۸٦/۱۷، دار الكتب العلمية بيروت. انيس

(۴) مجھے مرقاۃ میں یہ الفاظ ملتے ہیں: أي فإنهم يقصون اللحى. (مرقاة، كتاب اللباس، باب الترجل: ۲۷۳/۸، رقم الحديث: ٤٤٢١، دار الكتب العلمية، انيس)

ان میں سے ہر لفظ کا مقتضی یہ ہے کہ کامل لمبی لمبی داڑھی رکھی جائے، نہ کہ خشخشی وفینسی۔''الشعر الوافی'' کا ترجمہ''الشعر الطویل'' ہے۔

''و(عفا) شعر البعير كثر وطال فغطى دبره ... والأرض: غطاها النبات... و(العفا) ما كثر من ريش النعام والشعر الطويل الوافي''. (القاموس: ۹۵۸)(۱)

یہ تمام استعمالات''واعفوا'' کے معنی کی وضاحت کے لیے کافی ہیں اوراسی طرح''وفّروا وفرة'' سے ماخوذ ہے۔''وفرۃ'' سر کے اتنے لمبے بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں کی لو تک بڑھ گئے ہوں یا اس سے بھی متجاوز ہوں۔

''والوفرة الشعر المجتمع على الرأس أوما سال على الأذنين منه أوما جاوز شحمة الأذن ثم الجمة ثم اللمة جمع: وفار''. (القاموس: ٣٦٢)(۲)

ان میں سے ایک لفظ''ارخوا'' ہے یہ ارخاء سے لیا گیا ہے اور ارخاء کا معنی لٹکانا ہے، ایفاء اور ارجاء کے معنی بھی ان کے قریب قریب ہیں۔

''كان كبير اللحية وطويل اللحية''. (أسد الغابة: ٣٩/٤)(۳)

ان الفاظ کے معانی لغویہ پر نظر کرنے سے کامل داڑھی کی مسنونیت ثابت ہوتی ہے، انکار کی جرأت نہیں، ہاں! جو شخص حقائق لغویہ وشرعیہ سے آنکھیں بند کرتے ہوئے''وفّروا'' وغیرہ کا صرف اردو ترجمہ (داڑھی رکھو) دیکھ کر مجتہد بننے کے شوق میں ہو، یا اسے صرف علماء حق کی مخالفت مقصود ہو تو اس سے یہ انکار کچھ بعید نہیں۔

''وفّروا'' کا لفظ ارشاد فرمایا، مقصد یہ کہ داڑھی وفرہ کی مثل مطلوب ہے، وفرہ سر کے اتنے لمبے بالوں کو کہتے جو کانوں سے بھی نیچے تک چلے گئے ہوں، اگر کسی نے دو دن سر کے بال نہیں منڈوائے؛ بلکہ ماہ تک بھی نہیں منڈوائے تو انہیں وفرہ نہیں کہا جاسکتا، ہندی میں یہ نہیں کہتے کہ''اس نے پٹے رکھے ہوئے ہیں'' تو چند دن تک داڑھی نہ منڈوانے کو''**وفروا اللحى**'' ارشاد نبوی کی عمل کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

عجیب جہالت کا دور ہے کہ اپنی نادانی سے حقائق شرعیہ کو مسخ کیا جارہا ہے، بدعات کو سنت اور سنت کو بدعات بنایا اور بتلایا جارہا ہے، احادیث صحیحہ میں مشرکین ومجوس کے جس طرز قصر اللحیۃ کی مخالفت مصرح ہے، اسے سنت قرار دیتے ہوئے اختیار کرنے پر زور دیا جارہا ہے اور عاملین سنت پر طنز وتشنیع، استہزاء وتمسخر۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ)

(۱) القاموس المحيط، فصل العين: ١٣١٣/١، مؤسسة الرسالة بيروت. انيس

(۲) القاموس المحيط، فصل الواو: ٤٩٣/١، مؤسسة الرسالة بيروت. انيس

(۳) وقال أبو رجاء العطاردی: رأيت عليا ربعة ضخم البطن كبير اللحية قد ملأت صدره أصلح شديد الصلح .... عن رزام بن سعيد الضبي قال: سمعت أبي ينعت عليا قال: كان رجلا فوق الربعة ضخم المنكبين طويل اللحية. (أسد الغابة، مقتله وإعلامه أني مقتول رضى الله عنه: ٦٢٠/٣، دار الفكر بيروت. انيس)

آپ نے سوال کیا ہے کہ!

''ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر کیا جائے، جنہوں نے داڑھی رکھی؛ کیوں کہ مودودی صاحبان کہتے ہیں کہ دو یا تین کے علاوہ صحابہ کرامؓ میں کسی کی داڑھی نہ تھی''۔ (والعیاذ باللہ)

یہ اعتراض پہلے بھی سننے میں آیا تھا؛ لیکن اسے ایک بزاری گپ سمجھ کر قابلِ اعتناء نہیں سمجھا گیا، مگر سخت حیرت ہوئی جب کہ ایک فاضل کی تحریر میں یہ اعتراض دیکھا، فاضل موصوف کے کلام کا حاصل یہ ہے:

''کتب رجال میں سوائے چند راویوں کے کسی کی داڑھی کا ذکر نہیں، معلوم ہوا کہ ثقہ ہونے کے لیے داڑھی کی پیمائش ضروری نہیں۔ (اوکما قال)

اس عبارت میں موصوف نے اپنی عادت کے مطابق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طنز واستہزاء کیا ہے، اس سے قطع نظر ہم اس مفروضہ پر کلام کرتے ہیں، جس پر موصوف کی کلام مبنی ہے۔

(۱) موصوف کا پہلا مفروضہ یہ ہے کہ جب چند راویوں کے علاوہ کسی کی داڑھی کا ذکر نہیں ملتا تو معلوم ہوا کہ ان چند کے علاوہ کسی کی داڑھی نہ تھی (جیسا کہ مودودی صاحبان کہتے ہیں)۔

(۲) دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ عدم ذکر داڑھی کے غیر اہم ہونے کی دلیل ہے۔

پہلے مفروضے کا بدیہی البطلان ہونا اظہر من الشمس ہے؛ کیوں کہ سب عقلاء واہل علم کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں؛ بلکہ عدم علم بھی عدم وجود کو مستلزم و مقتضی نہیں، حالاں کہ عدم علم عام ہے، جب کسی چیز کا ہمیں معلوم نہ ہونا، اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا تو اس کا کتابوں میں ذکر نہ ہونا، اس کے نہ ہونے کی دلیل کیسے بن سکتا ہے۔

کائنات میں ہزاروں اشیاء ایسی موجود ہیں کہ جن کا نہ کسی کتاب میں ذکر ہے اور نہ کسی انسان کو ان کا علم تھا، سائنس کی ترقی اور جدید انکشافات کی اس کثرت کے باوجود بھی اب بھی ایسے ہی ہے اور معلومات سے مجہولات کا دائرہ وسیع ہے، کروڑہا بلکہ اربوں انسان ہو گزرے ہیں؛ لیکن ہر انسان کا اجمالی تذکرہ صرف نام تک بھی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ملے گا، رفتگان سے گزر کر موجود انسانوں اور دیگر اشیاء کا بھی یہی حال ہے تو کیا اگر ہوتا تو ذکر ہوتا کہ مفروضے کی بنا پر ان موجودات کا انکار کرنا جائز ہوگا؟ اپنے گرد وپیش؛ بلکہ اپنی یومیہ حرکات وسکنات اور اعمال واقوال پر غور کیجیے ان میں سے ہر ایک مفروضہ ''موجود، مذکور'' کی نفی نہیں کر رہا ہے؟ کیوں کہ یہ سب موجود ہیں؛ لیکن کتاب میں ان کا ذکر نہیں ملتا، شرعیات اعمالِ حسنہ وعبادات کا بھی یہی حال ہے، کروڑوں انسان ان پر عمل پیرا ہیں، سرکاری محکمہ شماریات میں ان کا کوئی اندراج موجود نہیں اور نہ ہی کسی وقائع نگار ہی کی یادداشت میں ان کا محفوظ ہونا ضروری ہے، ان حقائق پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اصل اشیا اعمال وعبادات وغیرہ میں مذکور نہ ہونا ہے، ذکر کسی عارض کی وجہ

سے ہوتا ہے۔ پس جو شخص مفروضہ ''موجود، مساوی، مذکور'' پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھتا ہے، اس کی جہالت و نادانی اظہر من الشّمس ہے۔

حاصل یہ کہ اگر چند صحابہ کرامؓ کے علاوہ کسی کی داڑھی کا ذکر کتب و تاریخ میں نہیں ملتا تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دو، تین کے علاوہ کسی صحابیؓ کی داڑھی نہ تھی، یہ ایسے ہی غلط ہے، جیسے دھوپ میں کھڑے ہوئے طلوع شمس کا؛ اس لیے انکار کر دیا جائے کہ اس کی خبر آج کسی اخبار میں نہیں چھپی۔ الغرض یہ مفروضہ باطل ہے، پس اس کی بنا پر امر متواتر کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پہلے کی طرح دوسرا مفروضہ بھی غلط ہے اور باطل ہے؛ کیوں کہ عدم ذکر جیسے عدم وجود کو مستلزم نہیں، ایسے ہی عدم اہتمام کو بھی مستلزم نہیں، کبھی ایک چیز کو غیر اہم ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا ہے اور کبھی غایت ظہور اور بدیہی ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ ذکر کی حاجت نہیں ہے۔

غور کیجیے! اخبارات میں خبریں چھپتی ہیں؛ لیکن ''سورج طلوع ہو گیا'' یہ خبر کبھی نہیں چھپی، حالاں کہ دنیا کی حیات طلوع شمس پر موقوف ہے، اس اہمیت کے باوجود یہ خبر شائع نہیں ہوئی، کیوں؟ غایت ظہور کی وجہ سے۔

کتب سیر و اسماء الرجال میں آپ یہ کہیں نہیں پائیں گے کہ فلاں راوی پنجوقتہ نماز کا پابند تھا، رمضان المبارک کا کوئی روزہ نہیں چھوڑتا تھا، بے وضو نماز نہیں پڑھتا تھا، غسل جنابت کرتا تھا وغیر ذلک۔

گو یہ اہم ترین مسلمہ فرائض میں سے ہے؛ لیکن غایت ظہور کیوجہ سے ان کو ذکر نہیں کیا جاتا، کیوں کہ ایک مسلمان مقتداء راوی حدیث سے متصور ہی نہیں کہ وہ ان پر عامل نہ ہو، البتہ فرائض و واجبات و شرائع دینیہ کے علاوہ نوافل و تطوعات کی کثرت وغیرہ کا ذکر ملے گا۔ مثلاً: ''**کان یقوم لیله، ویصوم نهاره، وکان یقراء القرآن في رکعته وحج أربعین حجة وغیر ذلک**''.

اسی طرح کامل داڑھی رکھنا سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور شعار ملت اسلامیہ میں سے ہے اور اہل اسلام بالخصوص مقتدا اور صلحا کے عملی تواتر سے بھی یہی ثابت ہے تو ایک مقدس صحابیؓ سے یا ایک متدین راوی حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ متصور ہی نہیں تھا کہ وہ ایسے علانیہ گناہ کا ارتکاب کرتے، یا اس سنت متواترہ کی مخالفت کرتے، لہٰذا غایت ظہور کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ پنجوقتہ نماز کی پابندی بھی اہم نہیں ہے؛ بلکہ اس سے بھی زیادہ؛ کیوں کہ تارکِ صلوٰۃ ہونا کسی کے ماتھے پر لکھا نہیں ہوتا؛ لیکن داڑھی منڈوانا یا داڑھی کترانا ہر شخص کو نظر آجاتا ہے۔

الحاصل: فاضل موصوف کا یہ مفروضہ بھی باطل ہے اور حق یہ ہے کہ کامل داڑھی رکھنا سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

میں سے ہے، جس کی پابندی حضرات صحابہؓ، تابعینؒ وتبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، اولیاعظامؒ اور صلحاء امت نے کی ہے اور اس کی سنیت دیگر دلائل کے علاوہ تعامل وتوارث امت سے ثابت ہے، سوائے اہل زیغ کے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا، حق جل شانہ اس سنت پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔آمین فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، پاکستان (خیر الفتاویٰ: ۳۴۶/۲-۳۴۲) ☆

☆ خشخشی داڑھی والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال (الف) زید کی داڑھی چار، یا پانچ انگل لمبی ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

(ب) عمر کی داڑھی خشخشی (فرنچ) ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

(ج) بکر کی داڑھی بالکل صفاچٹ ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

(الف) جائز ہے۔ردالمحتار میں ہے: ”**والسنة القبضة وهو أن يقبض الرجل لحيته فمازاد منها على قبضة قطعه**“ (۲٦١/١)(کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع، انیس) (سنت ایک مٹھی کی داڑھی ہے، وہ یہ کہ آدمی مٹھی سے اپنی داڑھی کو پکڑے جو مٹھی سے زیادہ ہو اسے کاٹ دے۔محشی)

(ب وج) ان دونوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، واجب الاعادہ ہے؛ (واجب الاعادہ کا قول دیگر مفتیان کا نہیں ہے۔انیس) کیوں کہ داڑھی رکھنا ایک مشت تک واجب ہے، اور ترک واجب گناہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، واجب الاعادہ ہے، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے کہ جو داڑھی منڈائے، یا اتنی کٹائے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے، نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے، واجب الاعادہ ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے: ”**قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”خالفوا المشركين أوفروا اللحى وأعفوا الشوارب“**. (۳٨٠/٢)(باب الترجل، الفصل الأول، رقم الحديث: ٤٤٢١، انیس) (ترجمہ: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھنے کے لیے چھوڑ، و مونچھیں کتروانے میں مبالغہ کرو“ محشی)

”**هداية النور فيما يتعلق بالأظفار والشعور**“ میں ہے: ”گذاشتن ریش تا قدر قبضہ واجب است“۔(ص: ١٨) (ترجمہ: ”داڑھی مٹھی کی مقدار چھوڑنا واجب ہے“۔محشی)

نیز اسی کتاب میں ہے: ”**قص اللحية كان من صنيع الأعاجم وهو اليوم شعار كثير من أهل الشرك وعبدة الأوثان كالإفرنج والهنود ومن لاخلاق لهم في الدين**“. (ص: ٢٠)(ترجمہ: ”داڑھی کتروانا عجمیوں کے افعال میں سے ہیا اور اب یہ بہت سے مشرکوں وبت پرستوں کا شعار بن چکا ہے، جیسے انگریز، ہندو اور وہ لوگ جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں“ محشی)

شرح عقائد نسفی میں ہے: ”**مرتكب الكبيرة فاسق**“. (ص: ٨٤)(ترجمہ: ”مرتکب کبیرہ فاسق ہے“۔محشی)

فتح القدیر میں ہے: ”**وأما الأخذ منها وهي مادون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد**“. (٧٧/٢)(باب مايوجب القضاء والكفارة، انیس) (ترجمہ: ”ایک مٹھی سے کم پر داڑھی کو کتروانا جیسا کہ بعض پچھمی ممالک میں رہنے والوں اور ہجڑے قسم کے لوگوں کا طریقہ ہے، اسے کسی نے بھی مباح نہیں کہا“۔محشی)

==

خشخشی داڑھی والے کے پیچھے نماز:

سوال: زید کی داڑھی کٹی ہوئی ہے بمقدار ایک دو انگل کے باقی ہے، پوری چار انگل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرانا حرام ہے۔

" **وأما قطعها وهى دونها فلم يبحه أحد**" الخ. (۱)

اور نیز درمختار میں ہے: "**ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته**". (۲)

پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اگرچہ بحکم "**صلوا خلف كل بر وفاجر**" (۳) اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؛ لیکن ایسے شخص کو امام بنانا نہ چاہیے۔

"**لأن فى إمامته تعظيمه وتعظيم الفاسق حرام**". (ردالمحتار) (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۱/۳)

چھوٹی چھوٹی داڑھی کے ساتھ امامت:

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ جہاں میں کام کرتا ہوں، وہاں بسا اوقات جب نماز کا وقت ہوتا ہے، ہم پانچ چھ ساتھی ہوتے ہیں، کوئی بھی باشرع نہیں ہوتا، میری چھوٹی چھوٹی داڑھی ہے اور قرأت بھی ٹھیک ہے، نماز کے مسائل سے بھی واقف ہوں، ساتھی مجھے نماز پڑھانے کو کہتے ہیں تو جماعت کر لیتے ہیں؛ لیکن جب بھی ایک پوری داڑھی والا ہو تو میں اسے امامت پر مجبور کرتا ہوں، آپ یہ بتائیں کہ ایسی صورت میں جب کہ مقتدیوں کی صف میں کوئی بھی پوری داڑھی والا نہ ہو، میں نماز پڑھا سکتا ہوں کہ نہیں؟

== ہدایہ میں ہے: "**يكره تقديم الفاسق؛ لأنه لا يهتم لأمر دينه**" انتهى ملخصاً. (۸٤/۱) (باب الإمامة، انيس)

(ترجمہ: "فاسق کو امامت کے لیے آگے بڑھانا مکروہ ہے؛ اس لیے کہ وہ اپنے دینی معاملات کا اہتمام نہیں کرتا ہے"۔ انتہیٰ ملخصاً۔ محشی)

کبیری میں ہے: "**كراهة تقديمه كراهة تحريم**". (ص: ٤٧٩) (فصل فى الإمامة، انيس) (ترجمہ: "فاسق کو امامت کے لیے آگے بڑھانے کی کراہت کراہت تحریمی ہے"۔ محشی)

درمختار میں ہے: "**كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها**". (۳۰۷/۱) (باب صفة الصلاة، انيس) (ترجمہ: "جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ ضروری ہے"۔ محشی) (فتاویٰ احیاء العلوم: ۳۰۱/۱-۳۰۲)

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، مطلب فى الأخذ من اللحية: ۱۲٥/۲

(۲) الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۳٥۹/٥ (باب الاستبراء، انيس)، اس سے پہلے "والسنة فيها القبضة"

(۳) السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب الصلاة على من قتل نفسه غير مستحل (ح: ٦٨۳۲) انيس

(۴) ردالمحتار، باب الإمامة: ٥۲۳/۱، ظفير

الجواب

آپ کو اگر نماز پڑھانے کا موقع ملتا ہے تو آپ کو پوری داڑھی رکھنی چاہیے، آپ کو صحیح امامت کا ثواب ملے گا اور مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب بھی ہوگا، موجودہ صورت میں آپ کی امامت مکروہ ہے، گو تنہا پڑھنے کے بجائے اس طرح جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۰/۳، ۴۳۰) ☆

ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: ہمارا امام کچھ جدت پسند ہے، ویسے تو دیندار آدمی ہے، مگر داڑھی ایک مشت سے کم رکھتے ہیں، نیز وہ بعض فلموں کو جائز سمجھتے ہیں، جیسے جن فلموں میں حج وغیرہ دکھایا جاتا ہے، اس کے پیچھے نماز کا کا حکم ہے؟

(۱) داڑھی منڈوانا یا اتی کتروانا کہ ایک مٹھی سے کم رہ جائے حرام ہے، اور مرتکب حرام فاسق ہے۔

والفاسق من فعل كبيرة أو أصر علىٰ صغيرة. (ردالمحتار: ٤٣١/٤، طبع ايچ ايم سعيد)

ويكره تقديم العبد... والفاسق؛ لأنه لا يهتم لأمر دينه. (الهداية: ١٠١/١)

وأيضاً في الشامية: ٥٦٠/١: وأما الفاسق قد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... إلخ. (ردالمحتار: ٥٦٠/١، باب الإمامة

☆ **تراویح پڑھانے کے لیے داڑھی رکھنے والے حافظ کی امامت:**

سوال: اس رمضان شریف میں جو کہ اب گزر چکا ہے، اس میں ایک حافظ جو کہ غالباً ملتان سے تعلق رکھتا ہے، اس کی داڑھی سنت کے مطابق نہ تھی؛ یعنی چھوٹی تھی، اس نے کتروائی تھی اور مسجد کے مولانا صاحب نے اسے کہا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی ہے، آپ نے کیوں نہیں پڑھائی، اس نے جواب میں کہا کہ میں بیمار تھا اور اس وجہ سے میری داڑھی چھوٹی ہے اور کچھ دنوں کے بعد اس نے داڑھی پھر کتروا دی، پھر مولانا اس سے ناراض ہوگئے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی توہین کی ہے اور جماعتوں کی نماز آپ کے پیچھے نہیں ہوگی، البتہ جماعتی سارے حافظ صاحب کی تائید کر رہے تھے اور اگلے رمضان کو بھی دعوت دی ہے، آپ مہربانی فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں، کیا جماعتیں ہوگئیں ہیں؛ یعنی کہ تراویح نماز اس حافظ کے پیچھے ہوگئی، جس کی داڑھی بالکل چھوٹی تھی؟ مولانا صاحب کے منع کرنے کے بعد بھی اس نے کتروائی، کیا حافظ گناہ گار ہے، یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ جو جماعتی تائید کر رہے تھے، وہ بھی گناہ گار ہیں؟ کیا اگلے سال وہ حافظ نماز تراویح پڑھا سکتا ہے؟

الجواب

جو حافظ داڑھی کترا تا ہو، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، (البتہ نماز اگر پڑھ لے تو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہوگئی۔ انیس) مولانا صاحب نے ٹھیک فرمایا اور لوگوں کا اس حافظ کو بلانا گناہ ہے، ان کو توبہ کرنی چاہیے، ایسے حافظ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (وتجوز إمامة الأعرابي والأعمىٰ والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة إلا أنها تكره. (الفتاویٰ الهندية: ٨٥/١ باب الإمامة) ويكره تقديم العبد. والفاسق؛ لأنه لا يهتم لأمر دينه. (فتح القدير: ٢٤٧/١، الهداية: ١٠١/١) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۰/۳، ۴۳۰)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ

ایک مشت سے کم داڑھی کو کٹوانا ناجائز ہے اور جو شخص اس پر اصرار کرے، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔(۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۷/۵/۱۳۹۷ھ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۴۲۹/۱)

داڑھی کتروانے والے کی امامت:

سوال: داڑھی کتروانے والے امام کے پیچھے کیا نماز مکروہ ہوتی ہے، کیا وہ فاسق کہلاتا ہے؟ شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟ بحوالہ کتب جواب سے نوازیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جو شخص داڑھی منڈاتا ہے، یا کترواکر ایک مشت سے کم رکھتا ہے، اس کے پیچھے نماز بہ کراہیت ادا ہوجاتی ہے۔

لأنه في الدر: "ويكره إمامة عبد وفاسق". (۲)

اور داڑھی کا مسئلہ بہت اہم ہے داڑھی رکھنا سنت انبیا ہے اور شعار اسلام میں داخل ہے، حدیث شریف میں جو صحیحین میں ہے:

"احفوا الشوارب واعفو اللحى".

نیز مسلم شریف میں ہے:

"جزوا الشوارب واعفوا اللحى وخالفوا المجوس"(۳)

---

(۱) وفی الدرالمختار: ۵۵۹/۱_۵۶۰: ويكره إمامة عبد... وفاسق.

وفی ردالمحتار: قوله (وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر...

وفی المعراج قال أصحابنا: لا ينبغي أن يقتدىٰ بالفاسق، إلخ.

وفيه أيضاً: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (وكذا في مراقي الفلاح: ۱۶۵_ وفي البحر الرائق: ۳۴۸/۱)

وفي الدرالمختار: ۴۱۸/۲. وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة مخنثة الرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم.

وفيه أيضاً: ۵۶۲/۱. صلىٰ خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة.

وقال الشامي تحته (قوله نال فضل الجماعة): أفاد إن الصلاة خلفهما أولىٰ من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. (وكذافي كفاية المفتي: ۷۹/۳_۹۹ (دارالإشاعت) وفتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۶/۳_۲۴۰)

(۲) البدعة خمسة أقسام، باب الإمامة: ۳۷۶/۱، دارإحياء التراث، بيروت وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱۲۲/۱، رشیدیہ، دیوبند

(۳) الصحيح لمسلم: ۱۲۹/۱، انیس) (شامی: ۱۵۵/۲) (مطلب في الأخذ من اللحية، باب مايفسد الصوم: ۱۱۳/۲)

اور یہ سب حکم صیغہ امر کے ساتھ ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے اور درمختار علی الشامی ص ۱۵۵ میں ہے:

"وأماالأخذ منها وهی دون ذلک (أی القبضة) کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم".(۱)

ان سب عبارتوں کا مفاد کم از کم اتنا ضرور نکلے گا کہ اس کے مرتکب کے پیچھے نماز بکراہت ادا ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور، ۲۵/۵/۱۴۰۳ھ۔ (منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۹۴)

مذاہب اربعہ میں داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کے کاٹنے والے پر فسق کا حکم:

مذہب احناف:

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"لایحل للرجل أن یقطع اللحیة".(۲)

فتح القدیر میں ہے:

"وأماالأخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد".(۳)

مذہب مالکیہ:

مواہب الجلیل میں ہے:

"وحلق اللحیة لایجوزوکذلک الشارب وهومُثلة وبدعة،ویؤدب من حلق لحیته أوشاربه".(۴)

حاشیۃ العدوی میں ہے:

"فإن قلت:وماحکم القص عند عدم الطول أوالطول القلیل؟قلت:صرح بعض الشراح بأنه یحرم القص إن لم تکن طالت کالحلق".(۵)

---

(۱) مطلب فی الأخذ من اللحیة،باب مایفسد الصوم: ۱۱۳/۲،دارإحیاء التراث، بیروت،وکذا فی المرقاة: ۹۱/۲،کتاب الطهارة،باب السواک

(۲) الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة،کتاب الاستحسان: ۳۷۹/۳۔

(۳) فتح القدیر: کتاب الصوم،باب مایوجب القضاء ولاکفارة: ۳٤۲/۲،دارالفکربیروت

(۴) مواهب الجلیل الشرح مختصرخلیل،کتاب الطهارة،فصل فی فرائض الوضوء: ۳۱۳/۱)(تنبیهات: إذا ثبت للمرأة لحیة،انیس

(۵) حاشیة العدوی باب فی بیان الفطرة: ۵۸۱/۲۔

مذهب شافعيه:

حواشی الشروانی میں ہے:

"قال الشيخان: يكره حلق اللحية واعترضه ابن الرفعة فى حاشية الكافية بأن الشافعى نص فى الأم على التحريم، قال الزركشى وكذا الحليمى فى شعب الإيمان وأستاذه القفال الشاشى فى محاسن الشريعة وقال الأوزاعى: الصواب تحريم حلقها جملة لغير علة بها كما يفعله القلندرية". (۱)

فتح الباری میں ہے:

"ثم حكى الطبرى اختلافا فيما يؤخذ من اللحية هل له حد أم لا؟فأسند عن جماعة الاقتصار علٰى أخذ الذى يزيد منها علٰى قدر الكف،وعن الحسن البصرى أنه يؤخذ من طولها وعرضها مالم يفحش وعن عطاء نحوه". (۲)

شرح مہذب میں ہے:

"سبق فى الحديث أن إعفاء اللحية من الفطرة فالإعفاء بالمد، قال الخطابى وغيره:هو توفيرها وتركها بلاقص،كره لنا قصها كفعل الأعاجم، قال: وكان من زى كسرى قص اللحى وتوفير الشوارب". (۳)

مذهب حنابله:

کشاف القناع میں ہے:

"(وإعفاء اللحية)بأن لايأخذ منها شيئا،قال فى المذهب مالم يستهجن طولها(ويحرم حلقها) ذكره الشيخ تقى الدين(ولايكره أخذ مازاد على القبضة)". (۴)

بخاری شریف میں ہے:

حدثنا محمد بن منهال:حدثنايزيد بن زريع:حدثنا عمربن محمد بن زيد،عن نافع،عن ابن عمر،عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:خالفوا المشركين:وفروا اللحى،واحفوا الشوارب،و كان ابن عمر:إذاحج أواعتمر قبض على لحيته،فما فضل أخذه". (۵)

---

(۱) حوشى الشروانى علٰى تحفة المحتاج شرح المنهاج، فصل فى العقيقة: ۹/۴۳۶۔

(۲) فتح البارى: ۱۰/۳۵۰،باب تقليم الأظفار،دارالنشر للكتب الإسلامية

(۳) المجموع شرح المهذب مسائل مستحبة من خصال الفطرة: ۱/۲۹۰،دارالفكر)(باب السواک،انیس)

(۴) كشاف القناع عن متن الاقناع،كتاب الطهارة،ويسن الإمتشاط......: ۱/۷۵۔

(۵) صحيح البخارى،كتاب اللباس،باب تقليم الأظفار: ۲/۸۷۵)(رقم الحديث: ۵۸۹۲،انیس)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قوله: (خالفوا المشركين) أرادبهم المجوس، يدل عليه رواية مسلم: خالفوا المجوس؛ لأنهم كانوا يقصرون لحاهم، ومنهم من كان يحلقها". (۱)

حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:

"قوله خالفوا المشركين" في حديث أبي هريرة عند مسلم خالفوا المجوس، وهو المراد في حديث بن عمر فإنهم كانوا يقصرون لحاهم ومنهم من كان يحلقها". (۲)

علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

"أما إعفاء اللحية فمعناه توفيرها وهو معنى أوفوا اللحى في الرواية الأخرىٰ وكان من عادة الفرس قص اللحية فنهىٰ الشرع عن ذلک". (۳)

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم". (۴)

مرقاۃ میں ہے:

"أي من شبه نفسه بالكفار، مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار. (فهو منهم): أي في الإثم والخير، قال الطيبي: هٰذا عام في الخلق والخلق والشعار ولما كان الشعار أظهر في الشبه ذكر في هٰذا الباب، قلت بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير فان الخلق الصوري لايتصور فيه التشبه والخلق المعنوي لايقال فيه التشبه بل هو التخلق". (۵)

مذکورہ بالا حدیث اور فقہی عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک داڑھی کا منڈانا حرام ہے، اور اس کا کاٹنا جو کہ کفار کے مشابہ ہو بعض کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے، پھر مکروہ پر اصرار کرنے والا فاسق ہوگا؛ کیوں کہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ کا حکم لے لیتا ہے، جیسے کہ علامہ شامیؒ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے:

"أن الصغيرة تأخذ الكبيرة بالإصرار". (۶)

---

(۱) عمدة القاري: ۹۰/۱۵ (باب تقليم الأظفار، انيس)

(۲) فتح الباري: ۳٤۹/۱، دار نشر الكتب الإسلامية (باب تقليم الأظفار، انيس)

(۳) شرح الصحيح لمسلم للنووي: ۱۲۹/۱، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، فصل

(۴) مشكاة المصابيح: ۲۷٥، كتاب اللباس، الفصل الثاني، قديمي

(۵) مرقاة المفاتيح علىٰ مشكاة المصابيح: ۲٥٥/۸، كتاب اللباس، الفصل الثاني، مسئلة التشبه، إمدادية

(۶) ردالمحتار: ٤۷۳/٥، كتاب الشهادات، باب القبول و عدمه، سعيد

اور ائمہ اربعہ کے نزدیک فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

''الفقه على المذاهب الأربعة'' میں ہے:

''**تكره إمامة الفاسق إلا إذا كان إمامًا لمثله باتفاق الحنفية، والشافعية، أما الحنابلة قالوا: إمامة الفاسق ولو لمثله، غير صحيحة إلا في صلاة الجمعة والعيد إذا تعذرت صلاتهما خلف غيره، فتجوز إمامته للضرورة، والمالكية قالوا: إمامة الفسق مكروهة ولو لمثله**''.(۱)

خلاصہ: باتفاق ائمہ اربعہ داڑھی منڈوانے والے یا ایک مشت سے اوپر کترانے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۲/۲۵۵-۲۵۹)

عارضی داڑھی والے کی تراویح میں امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ تمام سال داڑھی منڈاتا ہے اور رمضان شریف میں تراویح کی امامت کراتا ہے اور قران مجید سناتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر فرض نماز کوئی دوسرا شخص پڑھائے اور تراویح داڑھی مونڈا حافظ پڑھائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیا شرعاً یہ تراویح پڑھا سکتا ہے؟ اور تراویح کی نماز اس کے پیچھے درست ہے؟

الجواب

شرعا داڑھی کو مطلق چھوڑنے کا حکم ہے اور متعدد حدیثوں میں داڑھی بڑھانے کا حکم وارد ہے، ''**اعفوا اللحى ارخوا اللحى وأوفوا اللحى وغير ذلك**'' امر کے صیغے وارد ہیں اور بقدر مشت کم از کم داڑھی چھوڑنا واجب ہے، داڑھی منڈانا، یا قدر مشت سے کم کتروانا؛ یعنی حد سنت جو کہ بقدر قبضہ ہے، اس سے کم کرنا اور اس پر دوام واصرار کرنا شرعا فسق اور کبیرہ گناہ ہے، لہذا ایسا شخص جو کہ داڑھی منڈاتا ہے، شرعاً فاسق ہے، امامت کا اہل نہیں، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ایسے امام کو فرائض وتراویح دونوں میں امام بنانا جائز نہیں، بجائے ایسے حافظ غیر حافظ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والے کے پیچھے تراویح بغیر ختم کے پڑھی جائیں، فرائض ہوں یا تراویح، دونوں میں داڑھی مونڈانے والے کو جو کہ فاسق ہے، امام بنانا اس کو معظم بنانا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد اللہ عفا اللہ عنہ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۱۰۵) ☆

---

(۱) الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/۳٤۷، مبحث مكروهات الصلاة

(۲) صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار (ح: ۵۸۹۲)/فتح القدير: كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء ولا كفارة: ۲/۳٤، دار الفكر بيروت/ردالمحتار: ۱/۵۲۰، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد. انيس)

==

ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، کیا داڑھی منڈانے والے کو قتل کیا جائے:

سوال: کیا فرماتے ہیں! علمائے دین، مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں پر دو فریقوں کا تنازعہ ہے کہ جو شخص داڑھی کٹواتا ہے، منڈاواتا ہے؛ یعنی چار انگل سے کم رکھتا ہے، وہ شخص امامت نہ کرائے، چاہے وہ عالم ہو یا عالم نہ ہو؟ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور جو اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ دوہرائی جائے اور جو شخص داڑھی منڈواتا ہے اور کٹواتا ہے، وہ فاسق اور فاجر ہے اور لائق قتل ہے اور امامت جائز نہیں ہے، اس مسئلہ کا صحیح جواب احادیث سے فرمایا جائے؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے: **عشر من الفطرة منها إعفاء اللحية.**

نیز وارد ہے: **"اعفوا اللحى، أرخوا اللحى وأوفوا اللحى، وكثروا اللحى" اور "وفروا اللحى".**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی چھوڑنے، بڑھانے، پورا کرنے، لٹکانے کا، ان احادیث میں حکم فرمایا ہے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت قرار دیا ہے، جس امر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت قرار دیا ہے، جس امر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل بھی ہو اور حکم بھی فرمایا ہو، وہ امر واجب ہوتا ہے، اس کا ترک اور ترک پر مداومت کرنا فسق ہوتا ہے؛ اس لیے داڑھی کا قبضہ سے کم کٹوانے والا فاسق اس کی امامت مکروہ ہے، امامت کے لیے متقی، متورع عالم کی ضرورت ہے، البتہ یہ کہ اس کو قتل کیا جاوے، وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں محض لغو ہیں، انہیں بہتر سے بہتر طریق سے سمجھایا جائے؛ تاکہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ، ۳؍ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲؍۱۰۹)

== ☆ بوقت ضرورت داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک جامع مسجد میں ایک عالم دین خطیب تو ہے؛ لیکن کبھی کبھی کسی ضروری کام کی غرض سے وہ کہیں چلا جاتا ہے تو پھر ہم ایک اور شخص کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ نماز پڑھائے، حالاں کہ وہ شخص بھی مجبوراً خطیب اصل کی عدم موجودگی میں نماز پڑھاتا ہے، یہ شخص بھی عالم دین ہے؛ لیکن داڑھی کٹاتا ہے، آپ یہ بتائیں کہ آیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے، فرض ادا ہو جاتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ، نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، ۹؍ شعبان ۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲؍۱۰۸)

سنت داڑھی نہ رکھنے اور عیسائی مشنری میں ملازمت کرنے والے کی امامت :

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مدرسہ فتح پوری دہلی کا فارغ التحصیل ہے؛ لیکن اس کی داڑھی سنت کے موافق نہیں ہے اور پینتالیس سال سے عیسائی مشنری میں تنخواہ دار ملازم کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہے، نیز مقتدیوں سے بداخلاقی بھی کرتا ہے، شعائرِ دین کا لحاظ نہیں رکھتا، ایسے امام کے پیچھے اقتدا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: عبدالرحیم حمام گلی صدر روڈ پشاور، ۱۲/ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ)

الجواب

بشرط صدق وثبوت ایسے امام کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے، **لفسقه کما فی شهادات.** (تنقیح الفتاویٰ الحامدية) (۱) البتہ اگر قوم کی دینی حالت اس سے بدتر ہو تو یہ امام اندھوں میں کانا ہے تو کراہت نہیں ہے، **کمافی البحر الرائق، ص: ۳۴۹، جلد: ۱: "وينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عن وجود غيرهم وإلا فلا كراهة".** (۲) وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۷۶/۲)

بغیر داڑھی والا قرآن پاک درست پڑھتا ہو اور داڑھی والوں کا تلفظ درست نہ ہو تو امام کس کو بنایا جائے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں پچانوے فی صدی لوگ داڑھی منڈواتے ہیں اور پانچ فیصدی داڑھی رکھواتے ہیں اور ان میں جو داڑھی رکھواتے ہیں، قران مجید نہیں پڑھ سکتے، کہیں عین کی جگہ الف، ح کی جگہ ھ، ذال کی جگہ ز پڑھتے ہیں، کھڑے کو پڑا، پڑے کو کھڑا پڑھتے ہیں اور جو داڑھی کٹواتے ہیں، ان میں قرآن مجید ٹھیک پڑھ سکتے ہیں اور لوگ بھی ان کو کہتے ہیں، یہ نماز پڑھائیں، کیا جو داڑھی کٹواتا ہے اور قرآن مجید ٹھیک پڑھتا ہے، ان کے پیچھے نماز داڑھی والوں کی ہوجاتی ہے، یا نہیں؟ اور داڑھی کٹوانے والے کے پیچھے داڑھی کٹوانے والوں کی ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

نمازیوں کو چاہیے کہ کسی اچھا پڑھنے والے نیک، متقی امام کو مقرر کر کے اس کے پیچھے نماز ادا کریں، مستقل امام نہ تو

(۱) قال العلامة محمد أمين: أن الأخذ من اللحية وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهنود ومجوس الأعاجم. (العقود الدرية في تنقيح الفتاوىٰ الحامدية: ۳۵۱/۱، لايباح الأخذ من اللحية وهي دون القبضة)

(۲) البحر الرائق: ۳۴۹/۱، باب الإمامة

داڑھی کٹوانے والے کو رکھیں اور نہ غلط پڑھنے والے کو دونوں کی امامت ناجائز ہے، البتہ کسی خاص وقت کے لیے اگر ضرورت پڑے تو صحیح پڑھنے والے داڑھی کٹے کے پیچھے پڑھ لیں اور غلط پڑھنے والے کے پیچھے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر۔ (فتاویٰ مفتی محمود:۲/۱۱۲)

داڑھی کتروانے والے بے نمازی کی تراویح میں اقتدا:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد فوت ہوگئے، ان کے باپ دادا پہلے امامت کراتے تھے، ان کے فوت ہوجانے کے بعد ان کی اولاد میں سے کوئی شخص موروثی اور باپ دادا والا حق سمجھ کر خود بخود امامت کے لیے کھڑا ہوسکتا ہے، یا مقتدیوں کے استیلاء پر، اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی جائے؟

(۲) دوسری عرض یہ ہے کہ ہماری مسجد میں عرصہ کئی سال سے یہ جھگڑا چل رہا ہے کہ شعبان کا چاند دیکھا جاتا ہے تو کئی صاحبان اس بارے میں جھگڑا کرتے ہیں کہ ہمارا پسر نماز تراویح کے لیے اس مسجد میں امامت کرے گا، وہ حافظ جس کو امامت کے لیے کھڑا کرنے کی استدعا کرتے ہیں، وہ قابل امامت نہیں ہوتا، نماز پابندی سے نہیں پڑھتا، کئی نمازیں پڑھتا ہے اور کئی نہیں پڑھتا، سگریٹ بھی پیتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس کے سر پر انگریزی فیشن کے بال ہوتے ہیں اور داڑھی بھی منڈاتا ہے، اس بنا پر مقتدیوں میں انتشار پیدا ہوجاتا ہے اور جھگڑا وفساد برپا ہوجاتا ہے، جناب مفتی صاحب اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر اس شرارت دائمی کو ختم فرمادیں؟ نوازش ہوگی۔

الجواب

(۱) اولاً: امامت کا وارثت سے کوئی تعلق نہیں، امامت کی قابلیت رکھنے والے جس شخص کو مقتدی چاہیں، امام بناسکتے ہیں۔(۱)

(۲) امامت کے شرائط اور قابلیت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ثانیاً: ایسے شخص کے پیچھے تراویح یا کوئی دوسری نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے، امامت کسی شخص کا استحقاق نہیں؛ بلکہ مقتدیوں کی اکثریت جس پابند شریعت شخص کو مقرر کرلیں، وہی امام بن سکے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر۔ (فتاویٰ مفتی محمود:۲/۱۱۳)

(۱) امام متعین کرنے کا حق بانی مسجد کو ہے، نہ کہ امام کو۔ (البانی) للمسجد (أولیٰ) من القوم (بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح ممن عیّنه) البانی. (الدر المختار) وفی ردالمحتار: (قوله البانی أولیٰ) وكذا ولده وعشيرته أولیٰ من غيرهم، أشباه. (رد المحتار، كتاب الوقف: ٦/٦٤٥، دار الكتب العلمية، بيروت، انيس) ==

داڑھی کتروانے والے کی امامت میں ادا کی گئی نمازوں کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک امام مسجد جو کہ ہر وقت نماز اور جمعہ بھی پڑھاتا ہے، رمضان شریف کی تراویح بھی پڑھایا کرتا ہے؛ کیوں کہ قرآن مجید کا حافظ ہے؛ لیکن حد شرعی سے اس کی داڑھی کم ہے، کٹوایا کرتا ہے، بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حد شرعی سے کم داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے، نہ فرض نہ نفل؛ یعنی تراویح نہیں ہوتی، جو پڑھی گئی ہیں، ان کو بھی پھر لوٹایا جائے، اب پوچھنا یہی ہے کہ کیا داڑھی منڈے یا کترانے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اگر نہیں ہوتی تو جو پڑھی گئی ہیں، ان کا لوٹانا ضروری ہے، یا نہیں؟ مدلل اور معتبر کتابوں کے حوالے دے کر بندہ کی تسلی فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔

" وأماالأخذ منها وهي دون ذلک فلم يبحه أحد". (۱)

نیز درمختار میں ہے:

"والسنة فيها القبضة إلخ،وكذا قال يحرم على الرجل قطع لحيته". (۲)

لہٰذا جو شخص داڑھی منڈوائے یا ایک مشت سے کم کتروائے، وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"ويكره إمامة عبد،إلخ، وفاسق". (۳)

اگرچہ **"بحكم صلوا خلف كل بر وفاجر"** اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، لہٰذا جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں؛ لیکن ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے، نہ فرائض میں نہ تراویح وغیرہ میں؛ **لأن في إمامته تعظيم وتعظيم الفاسق حرام. فقط والله تعالىٰ أعلم** (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۱۱۵)

== والباني أحق بالإمامة والأذان وولده من بعده وعشيرته أولىٰ بذلک من غيرهم.(البحر الرائق: ۲۷۰/۵، دارالكتاب الإسلامي بيروت.انيس)

وأما نصب المؤذن والإمام لأهل المحلة ولا يكون للباني منهم ذلک وقال أبو بكر الإسكاف:الباني أحق بتنصيبها من غيره كما في العمارة كالقاضي،وقال أبو الليث:وبه ناخذ إلا أن يريد الثاني إماماً ومؤذناً والقوم يريدون أصلح فلهم أن يفعلوا ذلک،كذا في النوازل.(البناية شرح الهداية،شرط الواقف أن يستبدل بالوقف أرضا أخرىٰ: ۴۵۱/۷، دار الكتب العلمية بيروت/وكذا في البحر الرائق،الناظر بالشرط في الوقف: ۲۵۱/۵، دارالكتاب الإسلامي بيروت.انيس)

(۱) الدرالمختار،مطلب في الأخذ من اللحية: ۱۲۴/۲۔

(۲) الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة: ۲۸۸/۵۔

(۳) بل مشىٰ في شرح المنية أن كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم (الدرالمختار،باب الإمامة: ۴۱۴/۱۔

داڑھی کٹانے سے توبہ کرلے تو کب امام بنایا جائے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ قرآن جو کہ پابند صوم وصلوۃ ہے اور اعتقاد صحیح رکھتا ہے؛ لیکن داڑھی منڈاتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز مفروضہ یا تراویح پڑھنا جائز ہے، یا ناجائز؟ نیز اگر وہ آج تائب ہوجائے، تب شرعا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ

شرعا داڑھی کو مطلق چھوڑنے کا حکم ہے اور بقدر مشت کم از کم داڑھی چھوڑنا واجب ہے، داڑھی منڈانا، یا حد سنت: یعنی بقدر مشت سے قبل کترانا اور اس پر دوام واصرار کرنا شرعا فسق وکبیرہ گناہ ہے، لہذا ایسا شخص جو داڑھی منڈاتا ہے، شرعا فاسق ہے، امامت کا اہل نہیں، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ایسے امام کو فرائض وتراویح میں امام بنانا جائز نہیں، ایسے حافظ کے بجائے غیر حافظ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والے کے پیچھے تراویح بغیر ختم کے پڑھنا اچھا ہے، لہذا اگر دوسرا کوئی حافظ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والا نہ ملے تو بھی اس کو تراویح میں امام نہ بنایا جائے اور تائب ہوجانے کے بعد بھی جب تک داڑھی قدر سنت یعنی قبضہ سے کم ہو، امام نہ بنایا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود:۲/۱۱۱)

داڑھی منڈے کا عید کا خطبہ:

سوال: ہمارے یہاں عیدین کا خطبہ وکیل صاحب پڑھتے ہیں، جن کی داڑھی مونچھ صاف ہے، نماز دوسرے حافظ صاحب پڑھاتے ہیں، دعا تیسرے وکیل صاحب کراتے ہیں تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ وکیل صاحب داڑھی کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ خطبہ کے لیے داڑھی کی کوئی قید نہیں ہے، اگر رکھنی ہی ہوگی تو ہم موسمی داڑھی رکھ لیں گے؛ یعنی خطبہ کے ایک ہفتہ پہلے رکھ لیں گے۔سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اچھی بات تو یہ ہے کہ نماز اور خطبہ دونوں کام ایک ہی شخص انجام دے، اگرچہ دونوں کام دو آدمیوں کے کرنے سے بھی ادا ہوجائیں گے،(۲) وکیل صاحب حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مان کر شرعی داڑھی رکھ لیں تو بہت بڑے

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"لله أشد فرحاً بتوبة أحدكم بضالته إذا وجد".قال النووي:واتفقوا علىٰ أن التوبة من جميع المعاصي واجبة على الفور،لا يجوزتاخيرها،سواء كانت المعصية صغيرة أوكبيرة إلخ".(الصحيح لمسلم مع شرح النووي،كتاب التوبة:۲/۳۵٤،انيس)

(۲) ولا ينبغي أن يصلي غير الخطيب؛لأن الجمعة مع الخطبة كشيئ واحد،فلا ينبغي أن يقيمها إثنان، ==

اجر کے مستحق ہوں گے،موسمی داڑھی کی کوئی قدر و قیمت نہیں؛ بلکہ یہ تو شریعت کے ساتھ فریب کاری ہے کہ خطبہ پڑھنے کی خاطر رکھی گئی ہے؛ تا کہ لوگ اعتراض نہ کریں،کام وہ مقبول ہے، جواللہ اوراس کے رسول کی خوشنودی کے لیے ہو۔(۱)

دعا کے لیے تو کسی خاص شخص کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہر شخص اپنی اپنی دعا جس طرح پنج گانہ نماز کے بعد مانگتا ہے،اسی طرح عید کی نماز کے بعد مانگ لے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۱۱/۵ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۶/۱۳۰۔۱۳۱)

بڑی مونچھ والے کی امامت:

سوال: اگر امام حافظ ہو اور وہ بڑی بڑی مونچھیں رکھتا ہو جن سے ہونٹ ڈھکے ہوئے ہوں اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ داڑھی میں مونچھ رکھتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اتنی بڑی مونچھ رکھنا جس سے ہونٹ بالکل ڈھک جائے،حدیث شریف کے خلاف اور مکروہ ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۴/۷ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۶/۱۳۱)

== وإن فعل جاز،اهـ.خطب صبى بإذن السلطان وصلّٰى بالغ،جازهو المختار.(الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب صلاة الجمعة: ۲/ ۱٦٢،سعيد)(مطلب فى جوازنيابة الخطيب،انيس)

(۱) قال اللّٰه تعالىٰ:﴿لن ينال اللّٰه لحومهاولا دمائها ولكن يناله التقوىٰ منكم﴾(سورة الحج:۳۷)

"عن عمربن الخطاب رضى اللّٰه عنه قال :قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:"إنماالأعمال بالنيات،وإنما لكل امرئ ما نوىٰ،فمن كانت هجرته إلىٰ اللّٰه ورسوله،فهجرته إلى اللّٰه ورسوله،ومن كانت هجرته إلىٰ دنيا يصيبها أوامرأة يتزوجها،فهجرته إلىٰ ماهاجرإليه".(مشكوة المصابيح: ۱/ ۱۱،قديمى)

(۲) عن ابن عمر رضى اللّٰه عنهما عن النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم:"خالفوا المشركين،وأحفواالشوارب وأوفوااللحٰى".

وعن ابن عمر رضى اللّٰه عنهما عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم :قال:"أحفوا الشوارب وأعفوااللحٰى".

"عن أبى هريرة رضى اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: "جزواالشوارب وأرخوا اللحٰى، وخالفواالمجوس"(الصحيح لمسلم،كتاب الطهارة،باب خصال الفطرة: ۱/ ۱۲۹،قديمى)

"وأماروايات"أحفوا الشوارب"فمعناها:أحفوا ما طال على الشفتين".(شرح النووى علىٰ الصحيح لمسلم،كتاب الطهارة،باب خصال الفطرة: ۱/ ۱۲۹،قديمى)

"وتفسير القص أن ينقص حتىٰ ينتقص عن الإطار،وهوبكسر الهمزة،ملتقى الجلدة واللحم من الشفة".(رد المحتار، كتاب الحج،باب الجنايات: ۲/ ۵۵۰،سعيد)

قال القارى:قال ابن حجر:فيسن إحفائه حتىٰ تبدو حمرة الشفة العليا".(بذل المجهود،كتاب الطهارة، باب السواک من الفطرة: ۱/ ۳۳،مكتبة امدادية ملتان)

جس کے دل میں امام سے نفرت ہو اس کی نماز:

سوال: اگر کسی امام کی مونچھیں بڑی ہوں اور داڑھی رکھنے سے منع کرتا ہو اور ان کی باتوں کی وجہ سے کسی مقتدی کو نفرت ہو تو اس کی نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اس مقتدی کی نماز ہو جائے گی۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۷/۴/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۳۳۳)

جس کی ٹھوڑی چند بال پر ہوں، اس کی امامت:

سوال: ایک شخص کی موقوف علیہ تک تعلیم ہے اور عمر اٹھارہ سال سے متجاوز ہے، نیز ٹھوڑی کے اوپر اور نیچے کچھ بال نکل رہے ہیں، باقی جگہ پر بال نکلنے کا امکان کم ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو تحریمی، یا تنزیہی؟ اور اگر باقی جگہ پر بال نکلنے کا امکان ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

وہ شخص جس کی عمر اٹھارہ سال سے متجاوز ہو چکی ہے اور ٹھوڑی کے اوپر نیچے کچھ بال نکلے ہوں اور باقی حصہ چہرہ میں بال نکلنے کا امکان کم ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ گول داڑھی اس کی نہیں ہوگی اور وہ نماز کے مسائل سے بھی اچھی طرح واقف ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔

"قد نبت له شعرات في ذقنه تؤذن؛ لأنه ليس من مستدير اللحى، فهل حكمه في الإمامة كالرجال الكاملين أم لا؟ فأجاب السيد العلامة أحمد بن يونس المعروف بابن الشلبي من متأخري علماء الحنفية عن مثل هذه المسئلة، فأجاب بالجواز من غير كراهة". (ردالمحتار: ۱/۵۸۷)(۲) **فقط والله سبحانه تعالىٰ أعلم**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۲۰/۶/۱۳۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۲۳/۶/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۷۱)

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الجهاد واجب عليكم مع كل أمير براً كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً وإن عمل الكبائر، والصلاة واجبة على كل مسلم براً أو كان فاجراً وإن عمل الكبائر". (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور: ۱/۳۵۰، إمدادية، ملتان)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۲، سعيد

داڑھی کے سفید بال اکھڑوانے والے کی اقتدا کا حکم:

سوال: زید پیش امام ہے اور اپنی داڑھی کے سفید بال اکھڑواتا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں، اور داڑھی کے سفید بال اکھڑوانا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر یہ شخص قبل از وقت بوڑھا ہو گیا ہو، تب تو نتف شیب جائز ہے بشرطیکہ محض زینت کی نیت نہ ہو، بلکہ ارضاء زوجہ مقصود ہو، یا اور کوئی ضرورت ہو اور اگر بوڑھا قبل از وقت نہیں؛ بلکہ وقت پر ہوا ہے ... تو نتف شیب مکروہ ہے اور کراہت تنزیہیہ ہے۔

قال في الهندية: ونتف الشيب مكروه للتنزيين لا لترهيب العدو وكذا نقل عن الإمام، كذا في جواهر الأخلاطي. (٢٣٨/٦)(١)

قلت: واحفظ عن موضع لايحضرفي الآن لفظ لابأس به في ذلك والجمع بينهماماذكرته ولعله جمع حسن والله أعلم

۲۱ / شعبان ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۱۴۰/۲)

سر اور داڑھی کو خضاب لگانے والے کی امامت:

سوال: ہم جس دفتر میں کام کرتے ہیں، اس میں ہم نے ایک جگہ نماز ادا کرنے کے لیے مخصوص کر لی ہے، جہاں پر آفس کے اوقات میں ظہر اور عصر کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، جو حافظ صاحب اس کی امامت فرماتے ہیں، وہ یہاں اس ادارے میں ملازم ہیں؛ لیکن واضح رہے کہ امامت کے سلسلے میں وہ کوئی معاوضہ نہیں لیتے، مسئلہ دراصل یہ ہے کہ اب کچھ دنوں سے انہوں نے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو خضاب سے رنگنا شروع کر دیا ہے، جس کی بظاہر کوئی وجہ نہیں آتی، لہذا آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ آیا حنفی فقہ کے تحت ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے اور جو لوگ ان کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں، کیا ان کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب

جو امام سیاہ خضاب لگاتا ہو، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۴۲/۳)

(١) كتاب الكراهية وهومشتمل ثلاثين باباً، الباب العشرون في الزينة واتخاذ الخادم للخدمة، انيس

(٢) وأماالخضاب بالسواد ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء، وليحبب نفسه إليهن فذلك مكروه وعليه عامة المشائخ. (الفتاوىٰ الهندية: ٣٥٩/٥، كتاب الكراهية، والباب العشرون)

سیاہ خضاب استعمال کرنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص خضاب لگاوے اور سیاہ بال رکھے اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

مکروہ ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳/۱۱۸)

تعزیہ دار اور سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت:

سوال: تعزیہ دار کے پیچھے اور سیاہ خضاب کرنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

تعزیہ دار فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اور سیاہ خضاب کو بعض فقہا نے جائز فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ اور یہی صحیح ہے،(۲) لہٰذا سیاہ خضاب کرنے والے کو امام بنانا اچھا نہیں ہے، اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳/۲۴۱) ☆

---

(۱) ويستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح، والأصح أنه عليه الصلاة و السلام لم يفعله، ويكره بالسواد، وقيل: لا. (الدر المختار)

(قوله يكره بالسواد) أي لغير الحرب، إلخ وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشائخ، وبعضهم جوزه بلا كراهة، روى عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ أنه قال: "كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ٥/٣٧٢) (باب الاستبراء وغيره، انيس)

اگر سیاہ خضاب مکروہ مانا جائے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی، ورنہ نہیں؛ اس لیے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ ظفیر

(۲) ويستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح، والأصح أنه عليه الصلوٰة والسلام لم يفعله ويكره بالسواد وقيل: لا. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب في البيع: ٥/٣٧٢، ظفير)

عن أبي ذر قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: إن أحسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم. (سنن ابن ماجة، باب الخضاب بالحناء (ح: ٣٦٢٢) انيس)

عن جابر قال: جيء بأبي قحافة يوم الفتح إلى النبي صلى الله عليه وسلم وكان رأسه ثغامة فقال رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم: اذهبوا إلى بعض نسائه فلتغيره وجنبوه السواد. (سنن ابن ماجة، باب الخضاب بالسواد (ح: ٣٦٢٤)/ سنن أبي داؤد، باب في الخضاب (ح: ٤٢٠٤) انيس)

☆ کالا خضاب لگانے والے کی امامت:

سوال: کچھ ایسے امام ہوتے ہیں جو اپنے بالوں کو کبھی تو کالی مہندی لگا کر کالا اور کبھی لال مہندی لگا کر بالوں کو لال کر لیتے ہیں یا خضاب وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اور کچھ تو داڑھی کو آدھی لال اور آدھی کالی رنگتے ہین، کیا ایسا کرنا شرعی اعتبار سے درست ہے اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ ==

مہندی کا خضاب لگانے والے اور تارکِ جماعت کی امامت جائز ہے یا نہیں:

سوال: خضاب مہندی جائز است یا نہ، و امامت تارک جماعت جائز ست، یا نہ؟(۱)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

خضاب مہدی جائز است و ترک جماعت بلا عذر معصیت است، امامت تارک جماعت مکروہ است۔(۲)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳۰۴/۳-۳۰۵)

☆☆☆

==

هو المصوب ــــــــــــــــــــــــــــ

کالا خضاب لگانا مکروہ ہے۔(غيروا هٰذا بشيئ واجتنبوا السواد.(الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب فى صبغ الشعر وتغيير الشيب، رقم الحديث: ٢١٠٢)قوله "ويكره بالسواد" أى لغير الحرب...وإن ليزين نفسه فمكروه وعليه عامة المشائخ.(رد المحتار: ٦٠٥/٩)اس لیے کالا خضاب لگانے والے امام کے پیچھے اقتدا مکروہ ہوگی، دو رنگ ملانا مناسب نہیں ہے، ایک رنگ استعمال کیا جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۳۳۸/۲)

(۱) خلاصۂ سوال: مہندی کا خضاب جائز ہے، یا نہیں؟ اور جماعت چھوڑنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ انیس

(۲) خلاصۂ جواب: مہندی کا خضاب جائز ہے اور بلا عذر جماعت ترک کرنا گناہ ہے، جماعت چھوڑنے والے کی امامت مکروہ ہے۔انیس)

(وفَصَّلَ فى المحيط بين الخضاب بالسواد (إلىٰ قوله) ومذهبنا أن الصبغ بالحناء والوسمة حسن، كمافى الخانية.(رد المحتار: ٣٣٩/٥)(كتاب الخنثىٰ، مسائل شتىٰ، انيس)

عن أبى ذر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم.(سنن أبى داؤد، باب فى الخضاب(ح: ٤٢٠٥)/سنن الترمذى، باب ماجاء فى الخضاب (ح: ١٧٥٣)انيس)

الجماعة سنةٌ (إلىٰ قوله) وقيل واجبةٌ وعليه العامة.(الدر المختار)(كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٢٩٠/٢، دار الكتب العلمية، انيس)

فى الأجناس: لاتقبل شهادته إذا تركها استخفافاً أو مجانةً.(ردالمحتار: ٥٧٩/١، باب الإمامة)

ويكره إمامة الفاسق، إلخ.(كبيرى)(فصل فى الإمامة وفيها مباحث، ص: ٥٨٠، انيس)